

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_224290**

UNIVERSAL  
LIBRARY



OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۲۲ و ۱۰۰

Accession No. ۴۵۱۱

Author: آسرو اولیاء ترجمہ خیر

Title

مسالوی

This book is a part of the collection of the library.



# سالوی

نشدہ

آسکروائٹڈ

مترجم

مہنوں گورکھپوری



## تمہید

سالوہی آسکرواٹلڈ کے مشہور و ممتاز ادبی کارناموں

میں شمار کی جاتی ہے۔ اس مختصر ڈرامہ کی تاریخی روداد بھی دلچسپی

سے خالی نہیں ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ سالوہی۔ یورپ کی ایک

نامور ایکٹرس ساراہ برن ہارٹ کی فرمائش پر لکھی گئی تھی

مگر یہ کہنا صحیح نہیں معلوم ہوتا جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا۔

اصل ڈرامہ انگریزی میں نہیں تھا اور نہ بعد کو فرانسیسی سے

انگریزی میں اس لئے ترجمہ کیا گیا کہ انگریزی زبان میں اسکو

ایکٹ کرنے کی ممانعت ہو گئی تھی۔

سالوہی واقعی اسٹیج کے لئے نہیں لکھی گئی تھی۔ آسکرواٹلڈ

نے اس کو ۱۸۹۱ تا ۱۸۹۲ء میں بمقام ٹارکی تصنیف کیا۔ اس کا

پلاٹ کچھ مدت پیشتر ہی سے مصنف کے دماغ میں نشوونما پارہا

تھا جب کہ اس نے پیرس میں اسی موضوع پر گسٹو مور

## ب

(Gustave Moreau) کی چند مسلسل تصویریں دیکھی تھیں  
 فلابرٹ (Flaubert) کے افسانہ ہرودیہ (ہرودیس) سے بھی شاید آسکر وائلڈ نے کچھ مدد لی ہے۔ مگر اس کو ادبی سرفہ نہ سمجھنا چاہئے ورنہ پھر شکسپیئر بھی اس اتہام سے بری نہیں ہو سکتا۔ جس کے بیشتر ڈراموں کا ماخذ پلوٹارک تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سالوہی سنڈرمین کے ”یوحنا“ کا نقش ثانی ہے لیکن سنڈرمین کا ڈرامہ ۱۸۹۸ء سے قبل نہیں شائع ہوا تھا۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آسکر وائلڈ نے سالوہی لکھتے وقت تاریخی صحت کا لحاظ بہت کم کیا ہے۔ چنانچہ اس نے ہرودیس انٹی پاس (متی: ۱۴:۱)۔ ہرودیس عظیم (متی: ۲:۱۲) اور ہرودیس اگریپا (اعمال: ۱۴:۲۳) میں کوئی امتیاز نہیں رکھا۔ یہ غلطی اس نے تصدّٰگی ہے۔

۱۔ انگریزی میں ہرودیس (Herodias) ہے لیکن اردو میں ہرودیہ بہتر معلوم ہوا۔ شاید عربی میں بھی یہی ہو۔

## ج

سارہ برون ہارٹ سے جو روایت منسوب کی جاتی ہے اس کی بابت اتنا جاننا ضروری ہے کہ وہ آسکر وائلڈ کو عرصہ سے جانتی تھی۔ آسکر وائلڈ برابر ان تھیٹروں میں جاتا رہتا جہاں وہ ایکٹ کرتی ہوتی۔ ایک دفعہ اس نے وائلڈ سے کہا کہ مجھے ایک ڈرامہ لکھ دو کیونکہ وائلڈ کے ایک ڈرامہ کو کافی شہرت حاصل ہو چکی تھی۔ اس نے ہنسنے کے جواب دیا میں تمہارا کہنے سے پہلے لکھ چکا ہوں۔ سارہ برون ہارٹ یہ نہیں جانتی تھی یا شاید بھول گئی تھی کہ انگریزی قانون مذہبی ڈراموں کو اسٹیج کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس نے مسودہ لیکر دیکھا اور فوراً کھیلنے کی تیاری شروع کر دی مگر اس کی اجازت نہیں ملی۔ واقعہ بس اسی قدر ہے۔ آسکر وائلڈ کو ناگوار گزارا۔ اس نے غصہ میں کہہ دیا کہ میں اپنی قومیت بدل کر فرانسیسی ہو جاؤں گا (فرانس میں اس قسم کی کوئی ممانعت نہ تھی) اسی بنا پر مسٹر برنارڈ پارٹرٹج (Bernard Partridge) نے ایک ہجو لکھی تھی جس میں آسکر وائلڈ فرانسیسی فوج میں

ایک سپاہی کی حیثیت سے دکھایا گیا تھا (”پنج“ - ۹ جولائی ۱۸۹۲ء)  
 ٹائٹلس ۱۹۰۳ء میں ایک دفعہ یہ شائع ہوا تھا کہ سالووی  
 فرانسیسی زبان میں میڈیم برونہارٹ کے لئے لکھی گئی تھی  
 اس کی تردید میں آسکر وائلڈ نے ایک خط چھپوایا تھا جسکا  
 مفہوم یہ ہے -

دو درحقیقت کسی ایسی ایکٹرس کا میرے ڈرامہ کو اس درجہ  
 دلچسپ پانا اور اس کو کھیلنے کے لئے اس میں خود ہیروئن کا  
 پارٹ لینے کے لئے اور اپنی لطیف سریلی آواز سے اس میں دلکشی  
 کا اضافہ کرنے کے لئے بیتاب ہو جانا میرے لئے باعث فخر ہے  
 میں اس گھڑی کا انتظار کر رہا ہوں جب میڈیم برونہارٹ  
 پیرس میں میرے اس ڈرامہ کو پیش کریں گی جہاں عموماً مذہبی  
 ڈرامے ایکٹ کئے جاتے ہیں۔ لیکن سالووی خاص انکے  
 لئے ہرگز نہیں لکھی گئی تھی۔ میں نے آج تک کسی ایکٹرس کے  
 لئے کوئی ڈرامہ نہیں لکھا اور نہ لکھنے کا ارادہ ہے.....“  
 ۱۸۹۶ء میں جبکہ آسکر وائلڈ کا مقام ریڈنگ قیہ تھا

ایم لگنے پوے M. Eugene Poey نے سالومی کو ایکٹ کرایا۔  
 اس نے جب اس کی اطلاع پائی تو رابوٹ اس کو ایک  
 خط لکھا جس کا لہجہ نہایت حسرت ناک ہے اور جس میں ہمارے  
 لئے بہت کچھ سامانِ بصیرت ہے۔ اس میں سے کچھ اقتباس  
 یہاں دیا جاتا ہے۔

”لگنے پوے میری ممنونیت کا اظہار کر دو اور کہ دو کہ میں  
 اپنے ڈرامے کو اسٹیج ہونے کی اطلاع پا کر بے حد خوش ہوا۔ یہ بھی  
 کچھ کم نہیں کہ اس ذلت اور رسوائی کے وقت میں ایک صنّاع  
 کی حیثیت سے پیش کیا جاؤں۔ کاش میں اس سے بہتر پیرایہ  
 میں اپنی مسرتوں کا اظہار کر سکتا۔ مگر مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے  
 کہ سوایاں و حرماں تمام جذبات کی طرف سے میرا دل مُردہ ہو گیا۔  
 ہے۔ یہ کیفیت لگنے پوے کہو کہ جو قدر دانی انہوں نے میری  
 کی ہے اس کا مجھ کو پورا احساس ہے۔ لگنے پوے خود بھی شاعر  
 ہیں.....“

آسکر وائلڈ کی موت کے دو سال بعد ۱۹۰۲ء

کو کلینر تھیٹر بولن میں سالوہی کا ڈرامہ ایکٹ ہوا اور دو تین  
راتوں تک برابر ہوتا رہا۔ اس کے بعد سے وہ جرمن اسٹیج کی  
چیز ہو کر رہی۔

مئی ۱۹۰۵ء میں انگلستان میں پہلی دفعہ یہ کھیل دکھایا گیا جسکا  
نیوا اسٹیج کلب کی طرف سے اہتمام ہوا تھا۔ جون ۱۹۰۶ء میں  
لڈیری تھیٹر سومائٹی نے پھر اس کو ایکٹ کیا جس میں  
ہر وڈیس کا پارٹ مسٹر رابرٹ فارکوہر سن نے  
اور ہر وڈیہ کا پارٹ مس فلاڈنس فارنے لیا تھا۔  
ہندوستان میں بھی سینما میں اکثر اس کی تصویریں دکھائی گئی ہیں۔  
سالوہی کے ترجمے جرمن - انگریزی - اطالوی - اسپینی  
روسی - پولی - زک - ڈچ اور یورپ کی دیگر زبانوں میں ہو چکے  
ہیں۔ چنانچہ خیال ہوا کہ اردو میں بھی اس کا ترجمہ ہونا چاہئے۔  
اس راستہ میں جو وقتیں حائل تھیں ان کو ہر وہ شخص سمجھ سکتا  
ہے جس نے سالوہی کا غور سے مطالعہ کیا ہے۔ سب سے  
پہلے تو آسکر وائلڈ کی جدت طرازیوں کو اردو جیسی کم مایہ

ذ

زبان میں اسی حسن اسلوبی کے ساتھ ادا کرنا کوہ کنی سے کم نہ تھا اور نہیں کہا جاسکتا کہ میں اس بارے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں۔ دوسرے سالوہی میں آغاز سے انجام تک ایک عجیب و غریب ناقابل بیان سماں چھایا ہوا ہے جس سے ہر پڑھنے والا آسانی کے ساتھ موانست نہیں پیدا کر سکتا۔ خصوصاً سالوہی کی شخصیت نرالی اور نہایت غیر معمولی ہے۔ اسپر اک ہذیانی کیفیت طاری ہے۔ اس کے جذبات میں ایک خاص طلاطم بپا ہے۔ اسکے ہیجان۔ اسکی دیوانگی کی کوئی حد نظر نہیں آتی۔ ان سب خصوصیات کے ساتھ اس ڈرامے میں کامیاب ہونا وائیلڈ ٹی ہی کا کام تھا۔ یہی سبب ہے کہ سالوہی کو اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی جس منی کے مشہور شاعر ہنزہش ہائمنہ کی بابت بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ اس نے بھی ایک ڈرامہ ”ایٹا ٹرول کے عنوان سے لکھا ہے اور اس میں بھی یوحنا ہی ہیرو ہے فرق اس قدر ہے کہ اس میں بجائے سالوہی کے اس کی ماں ہرودیا کی طرف سے

محبت کی دعوت دی گئی ہے۔

اب مجھے آخر میں صرف اس قدر کہنا ہے کہ اس ڈرامہ میں اکثر ایسی عیارتیں نظر سے گزریں گی جو اردو میں شاید پہلے معلوم ہوں اور جا بجا ایسے تشبیہات و استعارات ملیں گے جو غیر مانوس ہونے کی وجہ سے بے حد گراں گزریں گے لیکن ترجمہ کرتے وقت چونکہ اس کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے کہ آسکر وائلڈ کی کوئی ندرت نظر انداز نہ ہونے پائے اسلئے امید ہے کہ میرے پڑھنے والے مجھے معذور سمجھیں گے۔

مجنوں

۲۴ دسمبر ۱۹۲۵ء

# افراد

حاکم یودیہ

نبی

محافظ سپاہ کاسر دار

ایک جوان رومی

ہرودیس انتی پاس

یوحنا

نوجوان شامی

طی لینوس

ایک کبادوسی

ایک نوبی

پہلا سپاہی

دوسرا سپاہی

ہرودید کا خد مشکار

یہودی اور نصرانی وغیرہ

ایک غلام

انجمن

لی بیوی

ہرودید کی لڑکی (پہلی شادی سے)

ہرودید

سالومی

سالومی کی کنیزیں

## تصحیح

صفحہ ۲۶ سطر ۱۲ میں بجائے ”لبان“ کے ”لبنان“ پڑھنا چاہئے۔

# سالوہی

## منظر

ہرودینس کے محل میں مہمان خانہ کے اوپر ایک وسیع شہ نشین۔ چند  
سپاہی منظرہ سے لگے کھڑے ہیں۔ داہنی جانب ایک عظیم الشان زینہ  
ہے اور بائیں جانب پشت پر ایک پڑانا حوض ہے جو سبز رنگے ہوئے  
پیتل کی دیوار سے گھرا ہوا ہے۔ چاندنی رات

نوجوان شاہی :-

شاہزادی سالوہی آج کی رات کیسی حسین نظر آتی ہے !  
ہرودیکہ کا خد متنگار :-

چاند کو دیکھو۔ آج چاند کیسا انوکھا معلوم ہوتا ہے۔ وہ اس  
عورت سے مشابہ ہے جو ابھی قبر سے اٹھی ہو۔ وہ ایک مردہ عورت  
کی طرح ہے۔ تم کو ایسا محسوس ہو گا کہ مردہ چیزوں کی جستجو میں

نوجوان شاہی :-

آج اس کا انداز نرالا ہے۔ وہ ایک چھوٹی شہزادی کی طرح  
ہے جس نے اپنے چہرے پر زرد نقاب ڈال رکھی ہو اور جسکے پاؤں  
طلائی ہوں۔ اسکے پاؤں کیا ہیں دو چھوٹی قمریاں۔ ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ ابھی رقص سے فارغ ہوئی ہے۔

ہر و دیہ کا خد متنگار :-

چاند ایک بیجان عورت کے مانند ہے۔ وہ بہت آہستہ آہستہ

حرکت کر رہا ہے۔

(نیچے مہمان خانہ میں شور)

پہلا اسپاھی :-

یہ کیا ہنگامہ برپا ہے؟ کیسے وحشی لوگ ہیں جو جانوروں کی طرح

چلا رہے ہیں؟

دوسرا اسپاھی :-

یہ یہودی ہیں۔ ان کی یہی عادت ہے۔ اپنے مذہب کے بارے

میں حجت کر رہے ہیں۔

پہلا اسپاھی :-

اپنے مذہب کے بارے میں وہ کیوں ہمیشہ حجت کیا کرتے ہیں؟

دوسرا اسپاھی :-

میں کہہ نہیں سکتا۔ مگر وہ یونہی آپس میں لڑا کرتے ہیں۔ مثلاً

فریسیوں کا دعویٰ ہے کہ فرشتوں کا وجود ہے اور صدوقی

اس سے منکر ہیں۔

پہلا سپاہی :-

میری رائے میں اس مسئلہ پر تکرار کرنا حماقت ہے۔

نوجوان شامی :-

شاہزادی سا لومہی آج کیسی حسین معلوم ہوتی ہے!

ہر و دیہہ کا خد متنگار :-

تم ہر وقت اسی کی طرف دیکھا کرتے ہو۔ دوسروں کو اس طرح دیکھنا

خطرناک ہوتا ہے۔ کہیں کوئی آفت نہ آجائے۔

نوجوان شامی :-

آج وہ بے انتہا حسین ہے!

پہلا سپاہی :-

بادشاہ کے چہرے کا رنگ دمنند لاہور ہے۔

دوسرا سپاہی :-

ہاں آج اس کو کوئی تردد ہے۔

پہلا سپاہی :-

وہ کسی خاص چیز کی طرف دیکھ رہا ہے

دوسرا سپاہی :-

وہ کسی خاص آدمی کی طرف دیکھ رہا ہے

پہلا سپاہی :-

کسکی طرف؟

دوسرا سپاہی :-

یہ میں نہیں بتا سکتا۔

نوجوان شامی :-

شاہزادی کا رنگ کتنا زرد ہے۔ میں نے کبھی اس کو اس قدر

زرد نہیں دیکھا۔ وہ طلائی آئینہ میں کسی سفید پھول کا عکس

معلوم ہوتی ہے۔

ہرودیہ کا خد منگوار :-

اس کو نہ دیکھا کرو۔ تمھاری نگاہ ہر وقت اسی پر جمی رہتی ہے۔

پہلا سپاہی :-

دیکھو ملکہ نے بادشاہ کو ایک جام بھر کر دیا۔

لبادوسی :-

کیا ملکہ ہرودیہ وہی ہے جو موتیوں سے جڑا ہوا سر پوش

پننے ہوئے ہے اور جسکے بالوں میں نیلیں افشاں چنی ہوئی ہے؟

پہلا سپاہی :-

ہاں ملکہ ہرودیہ وہی ہے۔

دوسرا سپاھی :-

بادشاہ شراب کا دلدادہ ہے۔ وہ تین قسم کی شرابیں رکھتا ہے۔  
ان میں سے ایک تو وہ ہے جو سموطریس کے جزیرے سے منگوائی  
گئی ہے اور جو قبائے قیصر کی طرح ارغوانی ہے۔

تبا دوسی :-

میں نے قیصر کو کبھی نہیں دیکھا۔

دوسرا سپاھی :-

دوسری شراب وہ ہے جو شہر قبرس سے آئی ہے اور سونے  
کی طرح زرد ہے۔

تبا دوسی :-

میں تو سونے کا شنیدہ ہوں۔

دوسرا سپاھی :-

اور تیسری شراب وہ ہے جو صقلیہ سے لائی گئی ہے اور جو  
خون کے رنگ کی ہے۔

نوبی :-

میرے ملک کے دیوتاؤں کو خون بہت مرغوب ہے۔ سال  
میں دو بار ہم پچاس نوجوان لڑکے اور سو کنواری لڑکیاں ان کی

قربان گا ہوں پر چڑھاتے ہیں مگر ان کے لئے کافی نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ اب بھی ہم پر تشدد کرتے رہتے ہیں۔

**لبادوسی :-**

ہمارے ملک میں اب کوئی دیوتا باقی نہیں رہا۔ اہل روم نے سب کو نکال باہر کیا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کوہساروں میں جا کر روپوش ہو گئے ہیں۔ لیکن مجھے اس کا یقین نہیں۔ تین رات برابر کوہساروں میں جا جا کر ان کو ڈھونڈتے پھرتا رہا مگر ان کا کوئی پتہ نہ ملا۔ آخر کار میں نے ان کا نام لے لے کر پکارنا شروع کیا۔ پھر بھی وہ کہیں دکھلائی نہیں دیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب وہ سب مر گئے۔

**پہلا سپاہی :-**

یہودی ایک ایسے خدا کی پرستش کرتے ہیں جس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا

**لبادوسی :-**

اس کے کیا معنی؟

**پہلا سپاہی :-**

دراصل وہ ایسی ہی چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں جو سب کی

سمجھا ہوں سے اوجھل ہیں۔

**لبادوسی :-** یہ تو مجھے بالکل مضحکہ معلوم ہوتا ہے۔

## یوحنا کی آواز:-

میرے بعد ایک دوسرا آئیگا جو مجھ سے کہیں زیادہ ذی قدرت ہوگا۔ میں اس قابل بھی نہیں کہ اسکے جوتوں کا فینٹہ کھو لوں۔ جب وہ آئیگا تو میرا لے گلزار ہو جائیں گے اور کنول کی طرح شگفتہ معلوم ہونگے۔ اندھے دن کی روشنی دیکھنے لگیں گے۔ بہروں کے کان کھل جائیں گے۔ وہ نوزائیدہ بچہ اژدہوں کی مانند پراپنا ہاتھ رکھے گا اور شیروں کی عیال پکڑ کر ان کو جہاں چاہیگا لے جائیگا۔

## دوسرا سپاہی:-

اس شخص کو کوئی خاموش کر دے۔ ہمیشہ ایسی ہی مہل تپیں

کہا کرتا ہے۔

## پہلا سپاہی:-

نہیں نہیں۔ وہ ایک مقدس اور پرہیزگار آدمی ہے اور بڑا

نیک ہے۔ روز جب میں اسکو کچھ کھانے کو دیتا ہوں تو میرا شکریہ

ادا کرتا ہے۔

## تباہ دوسری:-

یہ ہے کون؟

## پہلا سپاہی:-

ایک نبی۔

ٹبا دوسی :-

اس کا نام کیا ہے ؟

پہلا سپاھی :-

یوحنا -

ٹبا دوسی :-

اور آیا کہاں سے ہے ؟

پہلا سپاھی :-

ریگستان سے جہاں وہ جنگلی شہد اور ٹڈیوں پر بسر کرتا تھا۔

وہ اونٹ کا پشمینہ پہنتا تھا اور اوپر سے ایک مکر بند باندھے ہوئے

تھا۔ اس کی صورت سے ہیبت پکلتی تھی۔ ایک بھیڑ اس کے پیچھے

رہا کرتی تھی۔ اس کے شاگرد بھی تھے۔

ٹبا دوسی :-

وہ کیا کہہ رہا ہے ؟

پہلا سپاھی :-

یہ ہم لوگ نہیں بتا سکتے۔ بعض اوقات وہ نہایت

دہشتناک باتیں کہنے لگتا ہے۔ لیکن جو کچھ کہتا ہے ہم

اس کو سمجھ نہیں سکتے۔

لبادوسی :-

اس سے کوئی مل سکتا ہے ؟

پہلا سیاہی :-

نہیں۔ بادشاہ کی سخت ممانعت ہے۔

نوجوان شاہی :-

دیکھو۔ شاہزادی نے اپنا منہ پنکھے سے چھپا لیا۔ اس کے نازک ہاتھ ہو امیں اس طرح جنبش کر رہے ہیں جس طرح دو قمر بیاں جو اپنے اپنے نشیمنوں کو جا رہی ہوں۔ یا جس طرح سفید تیتریاں فضا میں رقص کر رہی ہوں۔

ہرودیہ کا خد منگاری :-

تم کو اس سے کیا غرض؟ تم کیوں اسی کو دیکھا کرتے ہو؟ اسکی طرف ہر وقت دیکھتے رہنا اچھا نہیں۔ کوئی آفت نہ آجائے۔

لبادوسی :-

(حوض کی سمت اشارہ کر کے) یہ نئے عزم کا قید خانہ ہے۔

دوسرا سیاہی :-

یہ ایک پیرانا حوض ہے۔

لبادوسی :-

پیرانا حوض! یہ تو بیاریوں کا گھر ہوگا۔

دوسرا سپاہی:-

نہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بادشاہ کا بڑا بھائی ملکہ ہرودیہ کا پہلا خاوند اسی میں بارہ برس تک قید رکھا گیا اور پھر بھی نہیں مرا۔ آخر کار اس کا گلا گھوٹا گیا۔

تباہ دوسی:-

گلا گھوٹا گیا! ایسا کرنے کی جرأت کس نے کی؟

دوسرا سپاہی:-

(جلاد کی جانب اشارہ کر کے) نعمان نے۔ وہی آدمی جو سامنے کھڑا ہے۔

تباہ دوسی:-

اس کو خوت نہ آیا؟

دوسرا سپاہی:-

نہیں۔ بادشاہ نے اس کو اپنی انگوٹھی بھینج دی تھی۔

تباہ دوسی:-

کیسی انگوٹھی؟

دوسرا سپاہی:-

وہ خاص انگوٹھی جسکے ذریعہ سے قتل کا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ جلاد کو

کچھ خوف نہ آیا۔

لبا دوسی:۔

پھر بھی کسی بادشاہ کا گلا گھوٹنا خوفناک کام ہے۔

پہلا سپاہی:۔

کیوں؟ بادشاہوں کے بھی دوسروں کی طرح ایک ہی گلا ہوتا ہے؟

لبا دوسی:۔

میں تو اس کو خوفناک ہی سمجھتا ہوں

نوجوان شاہی:۔

شاہزادی اب دسترخوان سے اٹھ گئی۔ وہ کچھ متوحش معلوم ہوتی

ہے۔ وہ اسی طرف آرہی ہے۔ ہاں وہ ہماری طرف آرہی ہے۔ اسکے

رخسار زرد ہیں۔ میں نے اسے اس قدر زرد کبھی نہیں دیکھا۔

ہرودیاہ کا خد متگار:۔

اس کو نہ دیکھو۔ خدا کے لئے اس کو نہ دیکھو۔

نوجوان شاہی:۔

وہ اس قمری کی طرح ہے جو بھٹک رہی ہو۔ وہ اس زرگس

کی طرح ہے جو ہوا میں کانپ رہا ہو۔ وہ ایک چاندی کے پھول

کی طرح ہے۔

(سالومی کا داخلہ)

سالومی :-

میں اب یہاں نہیں ٹھہروں گی۔ نہیں میں ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہیر سکتی۔  
بادشاہ ہر وقت مجھی کو کیوں دیکھا کرتا ہے ؟ یہ ایک نئی بات ہے  
کہ میری ماں کا شوہر مجھ کو اس نگاہ سے دیکھا کرے۔ نہ جانے اس کا  
کیا مقصد ہے ! ہاں ہاں اب میں سمجھی۔

نوجوان شاہی :-

شاہزادی آپ دسترخوان سے ابھی اٹھی ہیں ؟

سالومی :-

یہاں کی ہوا کیسی فرحناک ہے۔ میں یہاں سانس لے سکتی ہوں  
وہاں تو بس ید و شلم کے یہودی ہیں جو مہل رسمیات کے جھگڑوں  
میں ایک دوسرے کو پھاڑ کھانے کے لئے تیار ہیں۔ یا وہ جنگلی لوگ  
ہیں جو محض شراب پینا جانتے ہیں اور روشوں پر شراب چھلکا یا  
کرتے ہیں۔ سمن بنا کے کچھ یونانی ہیں جو اپنی آنکھوں اور گالوں  
کو رنگتے ہیں اور اپنے گھونگھروالے بال کو حلقوں کی صورت میں  
پلیٹے رہتے ہیں۔ چند خاموش اور چالاک لیادہ پوش مصری  
ہیں۔ یا پھر شور مچانے والے مس وھی ہیں جو بالکل درندے ہیں۔

اُن مجھ کو ان رومیوں سے کیسی نفرت ہے! ان کے خصائل کیسر  
عامیانه اور غیر مہذب ہیں مگر نبیے ہیں شریف اور تربیت یافتہ۔  
نوجوان شامی:-

شاہزادی۔ کیا آپ یہاں کچھ دیر کے لئے آرام کریں گی؟  
سالومی:-

چاند کی دیوہی کو دیکھنے سے کیسی فرحت ہوتی ہے! گویا  
چاندی کا کوئی پھول ہے۔ چاند کی دیوی تمام آلائشوں سے پاک  
ہے۔ دیکھو کیسی صبیح ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ کنواری ہے۔ اسپیں  
دوشیزگی کا حسن جھلک رہا ہے۔ ہاں بیشک وہ کنواری ہے اسنے  
اور دیویوں کی طرح اپنے کومردوں کے حوالہ کبھی نہیں کیا۔  
یوحنا کی آواز:-

ہوشیار ہو! وہ سرتاج آگیا۔ وہ ”ابن آدم“ آگیا۔ عفاریت  
دریاؤں میں جا چھے اور پریوں نے دریاؤں کو چھوڑ کر جنگلوں  
میں پناہ لی!۔

سالومی:-

یہ کون چلا رہا تھا؟

لہ انگریزی میں چاند کے لئے مونث ضمیر کا استعمال ہوتا ہے۔

دوسرا سپاہی :-

شاہزادی یہ نبی کی آواز تھی۔

سالومی :-

وہی نبی جس سے بادشاہ ہر وقت ڈرتا رہتا ہے ؟

دوسرا سپاہی :-

شاہزادی۔ اس کا علم ہمکو نہیں۔ مگر یہ آواز یوحنا نبی کی تھی۔

نوجوان شاہی :-

اگر شاہزادی کا حکم ہو تو محافظہ منگایا جائے۔ باغ میں رات کا سماں زیادہ خوشگوار ہوگا۔

سالومی :-

کیوں۔ یہ وہی نبی ہے جو میری ماں کے متعلق کریمہ الفاظ

استعمال کیا کرتا ہے ؟

دوسرا سپاہی :-

وہ جو کچھ کہتا ہے ہم لوگوں کی سمجھ سے دور ہوتا ہے۔

سالومی :-

ہاں وہ میری ماں کے بارے میں کریمہ باتیں کہا کرتا

ہے۔

(ایک کنیز کا داخلہ)

کنیز:-

شاہزادی۔ بادشاہ کی خواہش ہے کہ آپ دعوت میں واپس

چلئے۔

سالوہی:-

میں اب نہیں جاسکتی۔

نوجوان شامی:-

بے ادبی معاف ہو۔ لیکن اگر آپ نہ جائیں گی تو انجام بُرا ہوگا۔

سالوہی:-

کیا یہ نبی بڑھا ہے؟

نوجوان شامی:-

شاہزادی آپ کا چلا ہی جاتا زیادہ مناسب ہے۔ اجازت

ہو کہ میں آپ کو وہاں تک پہنچا دوں۔

سالوہی:-

میرے سوال کا جواب دو۔ کیا یہ نبی کوئی سن رسیدہ آدمی ہے؟

پہلا سپاہی:-

نہیں شاہزادی وہ ابھی بالکل نوجوان ہے۔

دوسرا سپاہی :-

اس باب میں کچھ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ الیاس ہے۔

سوالوہی :-

الیاس کون ؟

دوسرا سپاہی :-

اس ملک کا ایک نبی جس کو ایک زمانہ گزر گیا۔

کنیز :-

شاہزادی - بادشاہ کو جا کر کیا جواب دوں ؟

یوحنا کی آواز :-

اے ارضِ فلسطین اتنا نہ اترنا۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ عصا جسکی

مارتھجہ پر پڑ چکی ہے ٹوٹ گیا۔ کیونکہ سانپ کے بیج سے سانپ پیدا

ہوگا اور جو کچھ اس سے پیدا ہوگا پرندوں کو نگل جائے گا۔

سوالوہی :-

بڑی عبرتناک آواز ہے۔ میں اس شخص سے کچھ باتیں کرنا

چاہتی ہوں۔

پہلا سپاہی :-

یہ محال ہے شاہزادی۔ بادشاہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس سے

گنتگو کرے۔ یہاں تک کہ اس نے کاہن اعلیٰ کو بھی منع کر دیا ہے۔

سالومی:-

مگر میں اس سے باتیں کرنا چاہتی ہوں۔

پہلا سپاہی:-

شاہزادی یہ محال ہے۔

سالومی:-

میں اس سے ضرور باتیں کروں گی۔

نوجوان شاہی:-

آپ مہمان خانہ میں چلی جائیں تو بہت اچھا ہوگا۔

سالومی:-

نبی کو میرے سامنے لاؤ۔

(کنیز باہر جاتی ہے)

پہلا سپاہی:-

شاہزادی۔ ہم ایسی ہمت نہیں کر سکتے۔

سالومی:-

(حوض کے قریب جا کر) کیسا تاریک مقام ہے! ایسے اندھیرے

غار میں رہنا سخت مصیبت ہے۔ قبر میں اور اس میں کیا فرق ہے؟

(سپاہیوں سے) سنا کہ نہیں؟ جاؤ نبی کو اپنے ہمراہ لے آؤ۔ میں اس سے  
ملنا چاہتی ہوں۔

دوسرا سپاہی :-

شاہزادی سے ہماری التجا ہے کہ یہ کام ہمارے سپرد نہ کیا جائے۔

سالوھی :-

کیا تمہارا منشاء یہ ہے کہ میں انتظار کرتی رہوں؟

پہلا سپاہی :-

یوں تو آپ ہماری زندگی کی مالک ہیں۔ مگر ہم اس حکم کی تعمیل

نہیں کر سکتے۔ سچ پوچھئے تو شاہزادی کو یہ کام ہم سے لینا ہی نہیں چاہئے۔

سالوھی :-

(نوجوان شامی کی طرف دیکھ کر)۔ آہ!

ہرودیا کا خد متنگار :-

اُن! کیا ہونے والا ہے! میں جانتا ہوں۔ کوئی نہ کوئی بلانازل

ہوگی۔

سالوھی :-

(نوجوان شامی کے پاس جا کر نزلوٹ)۔ تم میرا یہ کام کر دو گے؟

میں برابر تم سے خلوص کے ساتھ پیش آتی رہی ہوں۔ کیا تم میرے

لے اتنا بھی نہ کرو گے؛ ضرور کرو گے۔ میں اس عجیب انوکھے نبی کو محض دیکھنا چاہتی ہوں۔ لوگ اس کے بارے میں گفتگو کیا کرتے ہیں۔ اکثر میں نے بادشاہ کو بھی اس کا ذکر کرتے سنا ہے۔ بادشاہ اس سے ڈرتا ہے۔ نریوت کیا تم بھی اس سے ڈرتے ہو؟

نوجوان شامی:-

شاہزادی۔ میں اس سے ڈرتا نہیں۔ میں کسی بشر سے نہیں ڈرتا لیکن حاکم کی سخت ممانعت ہے۔

سالوہی:-

نریوت تم ضرور میری خواہش پوری کرو گے۔ اور کل جب میں اپنے محافظ میں بت فرشتوں کے دروازے سے گذروں گی تو تم پر ایک پھول پھینکوں گی۔ ایک سبز پھول۔

نوجوان شامی:-

نہیں شاہزادی یہ کام مجھ سے نہیں ہوگا۔

سالوہی:-

(مسکرا کر) نہیں۔ نریوت تم میرا کتنا مانو گے۔ تم خود جانتے ہو کہ میرا کام تم ضرور کرو گے۔ اور کل جب میں بت پرستوں کے پل سے اپنے محافظ میں گذروں گی تو اپنے گناہ کی نقاب سے تم کو جھانکوں گی۔

شاید مسکرا بھی دوں - میری طرف دیکھو - تڑپوٹ میری طرف دیکھو - آہ!  
 تم خوب جانتے ہو کہ جو کچھ میں کہتی ہوں تم اس کی تعمیل کرو گے - مجھ کو  
 تم پر پورا بھروسہ ہے -

نوجوان شامی :-

(تیسرے سپاہی سے اشارہ کر کے) نبی کو سامنے آنے دو - شاہزادی  
 سالومی اس کو دیکھنا چاہتی ہے -

سالومی :-

آہ!  
 ہر وہی کا خد منگلا :-

اُن اچاند کی ہیئت آج کس قدر بدلی ہوئی ہے - جیسے کوئی  
 مردہ عورت ہاتھ بڑھا کر اپنے کو ڈھانکنے کے لئے کفن ڈھونڈ رہی ہو -

نوجوان شامی :-

ہاں چاند کی صورت آج بالکل بدل گئی ہے - ایسا معلوم ہوتا  
 ہے کہ کوئی شاہزادی ہے جس کی آنکھیں عنبر کی بنی ہیں - وہ ابر کے  
 ہلکے پردوں میں سے ایک نازنین شاہزادی کی طرح مسکرا

رہی ہے -

(نبیؐ کوئی سے باہر نکلتا ہے۔ سالوھی اس کو دیکھ کر آہستہ سے پیچھے ہٹ جاتی ہے)

یوحنا:-

کہاں ہے وہ شخص جس کی نجاستوں کا پیار لبریز ہو چکا ہے؟ کہاں ہے وہ جس کو ایک روز اپنے طبوسات سے میں سب کے روبرو کرنا ہے؟ اس سے کہو کہ سامنے آئے تاکہ اس ہستی کی آواز سن سکے جو ویرانوں اور شاہی محلوں میں مناوی کرتا رہا ہے۔

سالوھی:-

کس کو بلارہا ہے؟

نوجوان شامی:-

معلوم نہیں۔

یوحنا:-

کہاں ہے وہ عورت جو دیوار پر بنی ہوئی مردوں کی چند تصویروں کو دیکھ کر۔ کلدا نیوں کی رنگین تصویروں کو دیکھ کر۔ اپنی ہوس پرست آنکھوں سے مغلوب ہو گئی اور جس نے کلدا ان میں سفیر بھیجے؟

سالوھی:-

وہ یہ سب میری ماں کے بارے میں کہہ رہا ہے۔

نوجوان شامی:-

نہیں۔ شاہزادی۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔

سالومی:-

ہاں۔ ہاں۔ میری ماں ہی کے بابت میں کہہ رہا ہے۔

یوحنا:-

کہاں ہے وہ عورت جس نے اپنے کو سردارانِ اسسوں یہاں کے سپرد کر دیا جو کمر بند باندھتے ہیں جن کے سر پر مختلف رنگ کے تاج ہوتے ہیں؟ کہاں ہے وہ عورت جس نے اپنے کو ان جوانانِ مصر کے قصر میں دیدیا جو حریر و پرنیاں میں ملبوس رہتے ہیں جن کی سپر سونے کی ہوتی ہے اور خود چاندی کی۔ جو بڑے قوی ہیکل ہوتے ہیں؟ اس سے کہو۔ اب اپنی آلودگیوں کے بستر سے اٹھ! اپنی آلائشوں کے خواب سے بیدار ہو۔ تاکہ اس مقدس مہستی کی آواز سن سکے جو خداوند کی طرف ہماری رہنمائی کر رہی ہے۔ تاکہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر سکے۔ اگرچہ وہ کبھی توبہ نہ کرے گی بلکہ اپنی آلودگیوں میں پھنسی رہے گی۔ اس سے کہو کہ سامنے آئے۔

سالومی:-

وہ بے حد غضبناک ہو رہا ہے۔

## نوجوان شامی :-

اب یہاں نہ ٹھیرئیے۔ شہزادی میں التجا کرتا ہوں۔

## سالوہی :-

اس کی آنکھیں اور بھی غضبناک ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے  
دو تار یک غار میں جس میں اڑو ہوں نے اپنا مسکن بنا رکھا ہے۔  
یا دو تیرہ و تار جھیل جن کو عکس ماہتاب پر اگندہ کر رہا ہو۔ کیا ابھی وہ  
پھر بولنا شروع کریگا؟

## نوجوان شامی :-

خدا کے لئے شاہزادی اب یہاں نہ رہئے۔

## سالوہی :-

یہ شخص نہیف کس قدر بے گویا ہاتھی دانت کا ایک لاغر مجسمہ ہے  
یا ایک طلائی شبیہ۔ ”چاند کی دیوی“ کی طرح یہ بھی آلائشوں سے  
پاک ہوگا۔ سر اچاند کی کرن معلوم ہوتا ہے۔ اس کے جسم میں بھی  
ضرور ہاتھی دانت کی طرح طراوت ہوگی۔ میں ذرا اس کو اور قریب  
سے دیکھنا چاہتی ہوں۔

## نوجوان شامی :-

نہیں شاہزادی۔ نہیں۔

طی یہ ایک نئی لیکن لطیف تشبیہ ہے جس کا صحیح مفہم لیکر تجربہ کر دیا گیا ہے۔

سالومی :-

میں قریب سے دیکھوں گی۔

نوجوان شامی :-

شاہزادی ! شاہزادی !

یوحنا :-

یہ کون عورت ہے جو جھکودیکھ رہی ہے؟ میں نہیں چاہتا کہ وہ میری طرف نگاہ اٹھائے۔ وہ اپنی سنہری آنکھوں سے مجھے کیوں دیکھ رہی ہے؟ میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور جانا بھی نہیں چاہتا۔ اس سے کہو کہ میرے سامنے سے چلی جائے۔ میں اس سے مخاطب ہونا نہیں چاہتا۔

سالومی :-

میں سالومی ہوں۔ ہرودیا کی لڑکی۔ یہودیا کی

شاہزادی۔

یوحنا :-

”جاہل کی لڑکی“! میری نگاہوں سے دور ہو! ”محبوب خداوند“

کے قریب مت آ۔ تیری ماں نے سارے عالم میں بڑے معصیت پھیلا رکھی ہے اور اس کے گناہوں کی آواز خداوند کے کانوں تک

پہنچ چکی ہے۔

سالومی:۔

پھر بول۔ یوحنا! پھر بول! تیری آواز میرے لئے صہبا ہے جو

مجھ کو مست کر رہی ہے!

نوجوان شاہمی:۔

شاہزادی! شاہزادی!

سالومی:۔

پھر بول یوحنا! اور مجھے بتائیں کیا کروں۔

یوحنا:۔

اے ”صدوم کی لڑکی“! میرے پاس نہ آ بلکہ اپنے چہرے

پر نقاب ڈالکر اور سر میں راکھ ملکر ”صحرا“ میں نکل جا اور ”ابن آدم“

کی تلاش کر!۔

سالومی:۔

”یہ ابن آدم“ کون ہے؟ کیا تیری ہی طرح اس کی صورت بھی

دلکش ہے؟

یوحنا:۔

یہاں سے بھاگ جا۔ میں مجلسِ امینِ عزرائیل کے پروں کی

صافیسے استیج۔

آواز سن رہا ہوں!

نوجوان شاہمی:-

خدا کے لئے شاہزادی۔ اندر چلے!

یوحنا:-

اے خداوندِ عالم کے فرشتے! تو یہاں تیغ بکف کیا کر رہا ہے؟  
اس ناپاک محل میں کس کو ڈھونڈ رہا ہے؟ ابھی اس آدمی کی  
باری نہیں آئی جس کو ایک روز اپنے ملبوساتِ سبب میں مرنے ہے۔

سالوہی:-

یوحنا!

یوحنا:-

کس لئے پکارا؟

سالوہی:-

میں تیرے جسم پر فریفتہ ہوں۔ تیرا جسم سوسن کے اس کھیت کی طرح  
سفید ہے جس نے باغبان کی قطع و برید سے بے نیاز رہ کر نشوونما  
پائی ہو۔ تیرا جسم اس ہرن کے مانند چمک رہے جو پہاڑیوں سے -  
یہودیہ کی پہاڑیوں سے - بہہ بہہ کروادیوں میں گرتا ہے۔ نہ تو  
ملکہ عرب کے باغ میں گلاب ایسے سفید ہیں۔ نہ صبح کی کرنیں

اور نہ ماہتاب کا سینہ عریاں۔ دُنیا میں تیرے جسم کی طرح کوئی شے  
سفید نہیں۔ اجازت دے کہ میں تیرا جسم چھو لوں۔

یوحنا :-

ہٹ جا! بابل کی لڑکی! ہٹ جا۔ عورت ہی کی ذات سے  
دُنیا میں گناہوں کی بنیاد پڑی تھی۔ مجھ سے ہمکلام نہ ہو۔ میں تیری طرف  
متوجہ نہیں ہو سکتا۔ میں بس خداوند کی آواز سن سکتا ہوں۔

سالومی :-

تیرا جسم جُز امیوں کی طرح مہیب ہے۔ وہ ایک ایسی دیوار ہے  
جس پر تازہ کھل ہوئی ہو اور جس پر سے سانپ گذر گئے ہوں۔ جس  
پچھوؤں نے اپنے مسکن بنائے ہوں۔ وہ ایک سفید قبر کی طرح ہے  
جس میں ڈراؤنی چیزیں دفن ہوں۔ تیرا جسم مہیب ہے۔ نہایت  
مہیب! یوحنا۔ میں تیرے بالوں پر فریفتہ ہوں۔ تیرے بال  
خوشہائے انگور معلوم ہوتے ہیں۔ وہ خوشہائے انگور جو آدم کے  
تاکستانوں میں لٹک رہے ہوں۔ تیرے بال کوہِ لبانن کے بلے دیوار  
کی طرح ہیں جن کے سایہ میں شیروں کی جائے پناہ اور قزاقوں کی  
کمینگاہ ہو۔ وہ طویل سیاہ راتیں بھی جبکہ چاند پنا منہ چھپا لیتا ہے  
جبکہ ستارے خوف زدہ ہو جاتے ہیں اس قدر سیاہ نہیں ہوتیں جنگلوں

صل۔ یہ غیر مانوس متضاد تعلیمات اور استعار لائق توجہ ہیں۔

کی خاموشی بھی ایسی سیاہ نہیں ہوتی۔ دنیا میں تیرے بالوں کی طرح  
کوئی چیز سیاہ نہیں۔ مجھے اپنے بال چھو لینے دے۔

یوحنا:-

”صدوم کی لڑکی! یہاں سے چلی جا۔ جھکونہ چھو۔ خداوند

کی عبادت گاہ کو ناپاک نہ کر!

سالوہی:-

تیرے بال خوفناک ہیں۔ گردوغبار میں آلودہ ہیں۔ معلوم ہوتا  
ہے کہ تیرے سر پر کانٹوں کا تاج رکھ دیا گیا ہے۔ تیرے بال کالے  
سانپوں کی طرح تیری گردن میں لپٹے ہوئے ہیں۔ میں تیرے بالوں  
کی گرویدہ نہیں۔ مجھے تو تیرے ہونٹوں سے محبت ہے۔ تیرے ہونٹ  
اُس قرمزی تار سے مشابہ ہیں جو ہاتھی دانت کے مینار سے لٹکے ہو  
ہو یا اس انار کی طرح جو ہاتھی دانت کے چاقو سے کاٹا گیا ہو۔ وہ  
انار کی کلیاں جو طائر کے باغ میں پھولتی ہیں ایسی سُرخ نہیں  
ہوتیں۔ قرنا کی وہ خونی آواز جو شناہوں کی آمد کا اعلان کرتی ہے  
جو غنیم کو ڈرا دیتی ہے ایسی سُرخ نہیں ہو سکتی۔ تیرے ہونٹ اٹکے  
تلووں سے بھی زیادہ سُرخ ہیں جو میکدوں میں شراب پر چلے رہتے  
ہیں۔ تیرے ہونٹ ان قمریوں کے پاؤں سے بھی زیادہ سُرخ ہیں

جو معبدوں میں جاتی ہیں اور کاہن جن کو چارہ دیتے ہیں۔ ہاں وہ اس شخص کے پاؤں سے بھی زیادہ سرخ ہیں جو جنگل سے شیر مار کر آ رہا ہو۔ تیرے ہونٹ مرجان کی شاخوں کی طرح ہیں جن کو ماہی گیر صبح کے دھندلکے میں اٹھالاتے ہیں اور بادشاہوں کے لئے محفوظ رکھتے ہیں۔ تیرے ہونٹ اس شنگرف کی طرح ہیں جو معاب کے معدنوں میں پایا جاتا ہے اور شاہی مخلوں میں خریداجاتا ہے۔ وہ شاہ ایران کی کمان کے مانند ہیں جو شنگرف میں رنگی ہوتی ہے اور جس میں مرجان جڑا جاتا ہے۔ تیرے ہونٹ کی طرح دنیا میں کوئی چیز سرخ نہیں۔ جھکو اپنے ہونٹ چومنے دے۔

یوحنا:-

ہرگز نہیں! اے ”صدوم کی لڑکی“ ہرگز نہیں!

سالومی:-

میں تیرا منہ چوموگی یوحنا۔ ضرور چوموگی۔

نوجوان شامی:-

اے شاہزادی! تو ایک گنچ حنا ہے۔ تو ایک تمری ہے۔ اس آدمی کی طرف نگاہ نہ اٹھا۔ اس سے ایسی باتیں نہ کہہ۔ میں برداشت نہیں کر سکتا۔ شاہزادی تو اس سے مخاطب نہ ہو۔

سالومی :-

سُن یوحنا میں تیرا منہ چومو گی۔

نوجوان شامی :-

آہ !!

(اپنے کومار ڈالتا ہے اور سالومی اور یوحنا کے درمیان گر پڑتا ہے)

ہرودیا کا خد متکار :-

نوجوان شامی نے خود کشتی کر لی! آہ! سردار نے خود کشتی کر لی!  
وہ میرا بڑا رفیق تھا۔ میں نے اس کو ایک عطر دان اور کان کے آویزے  
دئے تھے اور آج دیکھو اس نے خود کشتی کر لی! اس نے زہینہ لگائی  
کی تھی کہ کوئی مصیبت آنے والی ہے۔ مجھے بھی یہی وہم تھا۔ اور آخر وہی  
ہوا۔ میں کہتا تھا کہ چاند کسی مُردہ چیز کی تلاش میں ہے مگر یہ نہیں  
جانتا تھا کہ اس نوجوان کی تلاش میں ہے۔ کاش اس کو میں کسی  
غار میں چھپا دیتا! شاید چاند اس کو نہ پاسکتا۔

پہلا سپاہی :-

شاہزادی - نوجوان سردار نے اپنے کومار ڈالا۔

سالومی :-

یوحنا۔ مجھ کو اپنا منہ چوم لینے دے۔

یوحنا:-

ہر ودیہ کی بیٹی میں نے تجھ سے کہدیا تھا کہ میں مجلس میں  
فرشتہ موت کے پروں کی آواز سن رہا ہوں۔ دیکھ وہ آگیا۔ کیا تجھکو  
ڈر نہیں معلوم ہوتا۔

سالومی:-

مجھے اپنا منہ چومنے دے۔

یوحنا:-

اے حرامکار لڑکی! تجھکو صرف ایک ہستی بچا سکتی ہے جس کا  
ذکر میں نے ابھی کیا تھا۔ جا اور اس کی جستجو کر۔ وہ گھیل کی جھیل میں  
کشتی پر بیٹھا اپنے شاگردوں سے باتیں کر رہا ہے۔ جھیل کے کنارے  
ادب کے ساتھ سر جھکا دے اور اس کا نام لے کر پکار۔ جب وہ آئے  
(جو کوئی اس کو بلاتا ہے وہ اس کے پاس ضرور آتا ہے) تو اس کے قدموں  
پر گر کر التجا کر کہ وہ تجھکو گناہوں سے پاک کر دے۔

سالومی:-

مجھکو اپنا منہ چومنے دے۔

یوحنا

لعنت ہے! ہوس کارماں کی ہوس کار بیٹی! تجھ پر لعنت ہے!

سالومی:-

یوحنا میں تیرا منہ چومو گی۔

یوحنا:-

میں تیری طرف دیکھنا نہیں چاہتا۔ میں تجھ کو ایک نگاہ بھی نہیں  
دیکھ سکتا۔ سالومی! تو ملعون ہو چکی!  
(حوض کے اندر چلا جاتا ہے)

سالومی:-

یاد رکھ یوحنا! میں تیرا منہ ضرور چومو گی۔

پہلا سپاہی:-

اب لاش کو کسی دوسری جگہ ہٹا دینا چاہئے۔ بادشاہ بجز ان  
لاشوں کے جن کو اس نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہو کسی دوسری لاش  
کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔

ہرودیہ کا خدشہ مٹکار:-

وہ میرا بھائی تھا۔ بلکہ بھائی سے بھی زیادہ عزیز۔ میں نے اسکو  
ایک عطر دان نذر کیا تھا اور ایک انگوٹھی بھی جس کو ہر وقت وہ پہنے  
رہتا تھا۔ شام کو ہم دونوں دریا کے کنارے بادام کے درختوں میں  
باہم سیر کرتے تھے۔ وہ اپنے ملک کے حالات سناتا تھا۔ وہ بہت

آہستہ بولتا تھا۔ اس کی آواز میں بانسری کی دلکشی تھی۔ وہ دریا میں اپنا  
عکس دیکھا کرتا تھا۔ میں اسپر ملامت کیا کرتا۔

دوسرا سیاہی :-

بالکل درست ہے۔ لاش کہیں مچھا دینا چاہئے۔ بادشاہ کی نظر  
نہ پڑے۔

پہلا سیاہی :-

مگر بادشاہ یہاں نہیں آتا۔ وہ نبی سے اس قدر ڈرتا ہے۔  
(ہرودیس - ہرودیہ اور اہل دربار کا داخلہ)

ہرودیس :-

ساکومی کہاں ہے؟ شاہزادی کہاں ہے؟ میں نے جب  
اس کو دوبارہ دعوت میں بلا بھیجا تھا تو وہ کیوں نہیں آئی؟ اچھا۔  
وہ وہاں بیٹھی ہوئی ہے!

ہرودیہ :-

اس کی طرف نہ دیکھو۔ تمھاری نگاہ ہر گھڑی اسی پر رہتی ہے۔

ہرودیس :-

چاند کی دیوی آج بالکل بد لگتی ہے۔ وہ ایک منجھوٹا لحوں  
عورت کی طرح ہو رہی ہے۔ جو ہر سمت چاہنے والوں کی تلاش میں نظر

دو ڈار ہی ہو۔ وہ برہنہ ہے۔ سرتا پا برہنہ۔ بادل اس کی برہنگی کو  
 ڈھانکنا چاہتے ہیں مگر وہ ڈھانکنے نہیں دیتی۔ وہ بادلوں میں کسی  
 سرشار عورت کی طرح لڑکھڑارہی ہے۔ یقین مانو۔ وہ چاہنے  
 والوں کی جستجو میں ہے وہ بالکل ایک پاگل عورت معلوم ہوتی  
 ہے۔ کیا میں جھوٹ کہتا ہوں؟

ہرودیہ :-

چاند سوا چاند کے اور کچھ نہیں۔ چلو اندر چلیں۔ یہاں تمہارا

کیا کام ہے؟

ہرودیس :-

میں اسی جگہ رہونگا۔ مناسب۔ غالیچے بچھا دو۔ مشعلوں کو  
 روشن کر دو۔ ہاتھی دانت اور بلور کے میز لاکر لگا دو۔ یہاں کی  
 ہوا خوشگوار ہے۔ میں اپنے مہمانوں کے ساتھ ابھی اور شراب پیونگا  
 ہم کو قیصر کے سفیروں کی پوری تواضع کرنی چاہئے۔

ہرودیہ :-

کیا تم انھیں کے لئے یہاں بیٹھ گئے ہو؟

ہرودیس :-

ہاں۔ ہوا فرحناک ہے۔ ہرودیہ ادھر آؤ۔ مہمان ہمارا

انتظار کر رہے ہیں۔ میرے پاؤں کیوں پھسل گئے۔ اُٹ! میرے پاؤں  
 خون پر پڑ گئے۔ یہ ایک منحوس شگون ہے۔ یہ خون یہاں کیسا ہے؟ اور  
 یہ لاش یہاں کیوں پڑی ہے؟ کیا تم سب یہ سمجھتے ہو کہ میں بھی فرماؤں  
 مصر کی طرح اپنے مہمانوں کو دعوت پر پہلے لاش دکھاتا ہوں؟ یہ  
 کسکی لاش ہے؟ میں دیکھنا نہیں چاہتا۔

پہلا سپاہی :-

حضور یہ ہمارے سردار کی لاش ہے۔ وہی نوجوان شامی جس کو  
 تین روز ہوئے اپنے سردار کے منصب سے سرفراز فرمایا تھا۔

ہرودیس :-

میں نے تو اس کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا۔

دوسرا سپاہی :-

حضور اس نے خود کشتی کر لی۔

ہرودیس :-

کس لئے؟ میں نے تو اس کو سردار بنا دیا تھا۔

دوسرا سپاہی :-

ہم نہیں جانتے مگر اس نے خود کشتی کر لی۔

ہرودیس :-

تغیب :- میں اب تک سمجھتا تھا کہ حکمائے روم یہی خود کشتی

کیا کرتے ہیں۔ کیوں۔ طحی لینوس حکمائے روم خود کشی کرتے ہیں  
یا نہیں؟

طحی لینوس:-

ہاں جہاں پناہ کچھ ایسے ہیں جو اپنے کو ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ وہ  
رواقتی ہیں رواقیوں کی جماعت جاہل اور بیوقوف ہوتی ہے  
میں خود انکو بیوقوف خیال کرتا ہوں۔

ہرودیس:-

میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔ خود کشی حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

طحی لینوس:-

۷۰۴ میں ہر شخص اُن پر ہنستا ہے۔ قیصر نے اُنکی ایک ہجو لکھی  
ہے۔ جو ملک کے ہر گوشہ میں پڑھی جاتی ہے۔

ہرودیس:-

اس نے ان کی ہجو لکھی ہے؟ قیصر بھی کیا دھچپ آدمی ہے؟  
ہر کیف مجھکو افسوس ہے کہ نوجوان شامی نے اپنے کو مار ڈالا۔ واقعی  
بڑا افسوس ہے۔ وہ ایک جوان تھا۔ اس کی آنکھیں مخمور تھیں۔  
مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ سالومی کو خار آلودہ نگاہوں سے  
دیکھا کرتا تھا۔ وہ اس کی طرف اکثر دیکھا کرتا تھا۔

ہرودیہ :-

سالوہی کی طرف اسکے علاوہ دوسرے بھی اکثر دیکھا کرتے تھے۔

ہرودیس :-

اس کا باپ ایک تاجدار تھا۔ میں نے اس کو سلطنت سے محروم کر دیا اور تم نے اس سردار کی ماں کو اپنی کنیز بنا لیا جو فی الحقیقت ملکہ تھی۔ یہ شخص میرے محل میں مہمان کی حیثیت رکھتا تھا۔ اسی لئے میں نے اس کو افسرِ اعلیٰ بنا رکھا تھا۔ افسوس! اس نے خودکشی کر لی!

کیوں لاش یہاں کیوں پڑی ہے؟ لیجاؤ۔ میں دیکھنا نہیں چاہتا (لوگ لاش کو اٹھالے جاتے ہیں) یہاں سردی ہے۔ ہوا تیز چل رہی ہے۔

کیا تم کو نہیں محسوس ہوتا؟

ہرودیہ :-

نہیں ہوا تو بند ہے۔

ہرودیس :-

ہوا ضرور چل رہی ہے اور ہوا میں پروں کی آواز سن رہا ہوں

بڑے بڑے پروں کی۔ تم بھی سنتی ہو؟

ہرودیہ :-

میں کچھ نہیں سنتی۔

ہرودیس :-

اب آواز رک گئی ابھی ابھی میں سن رہا تھا۔ ضرور ہوا پر ہی تھی  
اب تھم گئی ہے۔ مگر۔ نہیں پھر وہی آواز آنے لگی۔ کیا تم کو نہیں سناؤ  
دیتی؟ ہاں پروں ہی کی آواز ہے۔

ہرودیس :-

میں کہہ رہی ہوں کہ میرے کانوں میں کوئی آواز نہیں آتی۔ تم  
بیمار ہو۔ اندر چلو۔

ہرودیس :-

بیمار میں نہیں بلکہ تمھاری لڑکی ہے اس کے چہرہ کا رنگ مڑھو  
کا سا ہے۔ میں نے اس کو کبھی اتنا زرد نہیں دیکھا ہے۔

ہرودیس :-

میں نے کہہ دیا کہ اس کو نہ دیکھو۔

ہرودیس :-

شراب لاؤ (شراب لائی جاتی ہے) سا لومہی۔ ادھر امیرے ساتھ  
شراب نوش کر۔ یہ نہایت لطیف شراب ہے۔ اپنے یا قوتی ہونٹوں  
سے اس کو لگالے تو میں پورا پیالہ پی جاؤں۔

سالومی :-

جہاں پناہ - مجھکو پیاس نہیں ہے۔

ہرودیس :-

دیکھتی ہوتھھاری لڑکی میری بات کس طرح رد کرتی ہے؟

ہرودیہ :-

بجا کرتی ہے۔ تم اس کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیوں دیکھا کرتے ہو؟

ہرودیس :-

تازہ میوے لاؤ (میوے لائے جاتے ہیں) سالومی - آمیرے ساتھ  
کچھ میوے کھا۔ میں پھلوں میں تیرے دانتوں کے نشان دیکھنا چاہتا  
ہوں۔ اس پھل کو تھوڑا سا اپنے دانتوں سے کاٹ لے۔ جو بیج جائیگا  
اس کو میں کھاؤں گا۔

سالومی :-

جہاں پناہ - مجھے بھوک نہیں۔

ہرودیس :-

(ہرودیہ سے) دیکھتی ہوتھم نے اپنی لڑکی کو کیسی تربیت دی ہے؟

ہرودیہ :-

میں اور میری لڑکی دونوں ایک شاہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں

مگر تمہارا باپ ایک ساربان تھا اور قزاق بھی۔

ہرودیس:-

جھوٹ بولتی ہو!

ہرودیہ:-

تم خود جانتے ہو کہ میرا کہنا سچ ہے۔

ہرودیس:-

سالومی۔ امیر سے نزدیک بیٹھ۔ میں تجھ کو تیری ماں کا تخت

دیدوں گا۔

سالومی:-

جہاں پناہ میں تھکی نہیں ہوں۔

ہرودیہ:-

دیکھا تم کو وہ کیا سمجھتی ہے؟

ہرودیس:-

اے او۔۔۔۔۔ میں بھول گیا کیا مانگ رہا تھا۔ ہاں۔ یاد آ گیا۔

یوحنا کی آواز:-

خبردار کہ وہ ساعت آگئی! خداوند کہتا ہے۔ میں نے جو پیشینگوئی

کی تھی پوری ہو گئی۔ میں نے جسکی بشارت دی تھی وہ دن آ گیا۔

ہرودیہ:-

اس سے کہہ دو کہ خاموش رہے۔ میں اس کی آواز نہیں برداشت کر سکتی۔ یہ شخص ہمیشہ میری توہین کیا کرتا ہے۔

ہرودیس:-

اس نے تمہارے خلاف تو کچھ نہیں کہا۔ علاوہ اس کے وہ ایک بہت بڑا نبی ہے۔

ہرودیہ:-

مجھے نبیوں پر اعتقاد نہیں۔ کیا ایک انسان یہ بتا سکتا ہے کہ اُنڈہ کیا ہوگا؟ کسی کو اس کا علم نہیں۔ اور یہ شخص تو ہمیشہ مجھ کو رسوا کیا کرتا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ تم اس سے ڈرتے ہو۔ میں خوب سمجھتی ہوں کہ تم اس سے ڈرتے ہو۔

ہرودیس:-

میں اس سے ہرگز نہیں ڈرتا۔ میں دنیا میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔

ہرودیہ:-

ضرور ڈرتے ہو۔ اگر ڈرتے نہیں تو اس کو اُن یہودیوں کے حوالہ کیوں نہیں کر دیتے جو گزشتہ چھ مہینوں سے اسی فکر میں ہیں؟

ایک یہودی:-

ہاں خداوند بہتر ہی ہو گا کہ اس کو ہمارے ہاتھوں میں دے دیا جائے۔

ہرودیس:-

بس ایک بار میں کہہ چکا کہ اس کو تمہارے سپرد نہیں کیا جائے گا۔

یہ وہ آدمی ہے جو خدا کو دیکھ چکا ہے۔

ایک یہودی:-

مکن نہیں۔ الیاس نبی کے بعد کسی انسان نے خدا کو نہیں دیکھا۔ وہ آخری انسان تھا جس نے خدا کو دیکھا تھا۔ آج کل خدا اپنے کو دکھلاتا نہیں بلکہ چھپاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں اس قدر پرائیسا پھیل گئی ہیں۔

دوسرا یہودی:-

نہ بانے الیاس نے بھی خدا کو دیکھا تھا کہ نہیں۔ غالباً اس نے

صرف خدا کا عکس دیکھا تھا۔

تیسرا یہودی:-

خدا کبھی چھپتا نہیں۔ وہ ہر وقت ہر شے میں رونما ہوتا رہتا ہے۔

وہ خیر و شر دونوں میں موجود ہے۔

چوتھا یہودی:-

ایسا نہ کہو۔ یہ ایک خطرناک عقیدہ ہے۔ یہ اسکندریہ کی

درسا ہوں کی تعلیم ہے جہاں یونانیوں کا فلسفہ سکھلایا جاتا ہے اور یونانی  
جنٹیل (کافر) ہیں۔ ان میں فتنہ بھی نہیں ہوتا۔

**پانچواں لہودی:-**

کون جانتا ہے کہ خدا کیا کرتا ہے؟ یہ تو ایک راز ہے۔ بہت ممکن  
ہے کہ جس کو ہم ”شر“ کہتے ہیں وہ دراصل ”خیر“ ہو اور جس کو ”خیر“  
سمجھتے ہیں وہ ”شر“ ہو۔ کسی کو اس کا صحیح علم نہیں۔ ہم کو ہر حالت  
میں سر تسلیم خم کرنا چاہئے۔ خدا قادر مطلق ہے۔ وہ قوی اور ضعیف کو  
برابر شکست دیتا ہے۔ وہ کسی کی جانبداری نہیں کرتا۔

**پہلا لہودی:-**

تم نے سچ کہا کہ خدا کی ہستی قادر مطلق ہے۔ وہ قوی اور ضعیف  
کو یکساں کر دیتا ہے جس طرح کوئی چوئے اور خشک گھاس کو ملا کر ایک  
کردے۔ لیکن اس شخص نے خدا کو ہرگز نہیں دیکھا

**ہرودیہ:-**

ان سے کہو کہ خاموش رہیں۔ میں تو عاجز ہو گئی۔

**ہرودیس:-**

لیکن میں نے تو سنا ہے کہ یوحنا ہی الیاس ہے۔

**لہودی:-**

یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ الیاس کے زمانہ کو تین سو برس سے زیادہ

گذریجے۔

ہرودیس :-

بعض ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ نبی الیاس ہی ہے۔

ایاکہ نصرانی :-

مجھکو کامل یقین ہے کہ وہ نبی الیاس ہے۔

یہودی :-

کبھی نہیں۔ یہ شخص الیاس ہونہیں سکتا۔

یوحنا کی آواز :-

پس وہ دن آگیا۔ اور میں پہاڑوں پر اُس کے قدموں کی آواز

سن رہا ہوں جو عالم کا منجی ہوگا۔

ہرودیس :-

اس کا کیا مطلب ہے؟ عالم کا منجی؟

طی لینوس :-

یہ قیصر کا ایک لقب ہے۔

ہرودیس :-

مگر قیصر تو یہودیہ میں نہیں آ رہا ہے۔ ابھی روم

سے کل خط آیا ہے۔ اس میں تو اس کی کوئی اطلاع نہیں تھی۔

طی لینوس۔ تم جاڑے کے ایام میں جب وہاں تھے تو کیا کوئی ایسی  
خبر سنی تھی؟

طی لینوس:-

حضور میں نے کوئی خبر نہیں سنی۔ میں تو لقب کی تشریح کر رہا تھا۔  
قیصر کے القاب میں سے ایک لقب یہ بھی ہے۔

ہرودیس:-

قیصر یہاں نہیں آسکتا۔ وہ نقرس سے مجبور ہے۔ کہتے ہیں  
کہ اس کے پاؤں ہاتھی کے پاؤں کی طرح بھاری پورے ہیں۔ پھر  
چند سیاسی اسباب بھی مانع ہیں۔ آجکل روم کو چھوڑنا اس کو کھٹو  
ہے۔ قیصر نہیں آسکتا۔ خیر وہ مالک ہے مگر آنا چاہیگا تب جائیگا  
مگر چھ مھو امید ہے کہ نہیں آئیگا۔

پہلا نصرانی:-

حضور نبی نے قیصر کے بارے میں نہیں کہا تھا۔

ہرودیس:-

قیصر کے بارے میں نہیں؟

پہلا نصرانی:-

نہیں حضور

ہرودیس:-

پھر کسے بارے میں کہا تھا؟

پہلا نصرانی:-

مسیح کے بارے میں جو آگیا ہے۔

ایک یہودی:-

یہ غلط ہے۔ مسیح ابھی نہیں آیا ہے۔

پہلا نصرانی:-

وہ آگیا ہے اور ہر جگہ معجزے دکھا رہا ہے۔

ہرودیہ:-

ابا ابا! معجزے! میں معجزوں کو نہیں مانتی۔ بہت دیکھ چکی ہوں

(خندنگارے) میرا پنکھا!

پہلا نصرانی:-

مگر وہ سچے معجزے دکھاتا ہے۔ چنانچہ گلیل کا کوئی مشہور قصبہ ہے

جہاں اس نے ایک شادی کی محفل میں پانی کو شراب بنا دیا۔ جو لوگ

وہاں موجود تھے مجھ سے بیان کر رہے تھے۔ اور اس نے دو جڈا میوں

کو جو شہر کفرانحوم کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے محض ایک

سے چھو کر اچھا کر دیا۔

دوسرا نصرانی :-

نہیں۔ کفر نجوم میں اس نے دو انڈھوں کو اچھا کیا تھا۔

پہلا نصرانی :-

نہیں۔ جزامیوں کو۔ مگر اس نے انڈھوں کو بھی اچھا کیا ہے۔

وہ ایک پہاڑ پر فرشتوں سے گفتگو کرتے ہوئے بھی دیکھا گیا ہے۔

ایک صدوقی :-

فرشتوں کا کہیں وجود ہی نہیں۔

ایک فریسی :-

فرشتوں کا وجود تو ہے۔ البتہ میں یہ تسلیم نہیں کرتا کہ اس آدمی

نے ان کو دیکھا ہے۔

پہلا نصرانی :-

لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے اس کو فرشتوں سے باتیں کرتے

پایا ہے۔

صدوقی :-

جھوٹ !

ھرودیہ :-

ان لوگوں نے مجھکو پریشان کر ڈالا۔ سب کے سب لٹو کیتے ہیں

(خوشگوار سے) پنکھا (خوشگوار پنکھہ دیتا ہے)۔ تمہاری صورت خواب دیکھنے والوں کی سی ہے۔ ہر گھڑی خواب دیکھتے رہنا برا ہوتا ہے۔ یہ مریضوں کا کام ہے (خوشگوار کو پنکھہ سے مارتی ہے)۔

دوسرا نصرائی:-

ایک اور معجزہ بھی ہے جو بنت جائروس سے متعلق ہے

پہلا نصرائی:-

اس سے کون انکار کر سکتا ہے؟

ہرودیہ:-

یہ سب دیوانے ہو گئے ہیں۔ چاند کو حد سے زیادہ دیکھتے رہے ہیں۔ اب ان کو چپ رہنے کا حکم دو۔

ہرودیسی:-

یہ بنت جائروس کا معجزہ کیا ہے؟

پہلا نصرائی:-

جائروس کی لڑکی مر گئی تھی۔ اس نے اس کو پھر زندہ کر دیا۔

ہرودیسی:-

وہ مردوں کو بھی زندہ کر دیتا ہے؟

پہلا نصرائی:-

جی ہاں وہ مردوں کو بھی زندہ کرتا ہے۔

## ہرودیس :-

میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ اس سے مخالفت کر دینی چاہئے۔  
مردوں کو زندہ کرنے کی اجازت میں کسی کو نہیں دیتا۔ اس کو  
تلاش کر کے اس سے کہو کہ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔  
اس وقت وہ کہاں ہے ؟

## دوسرا نصرانی :-

حضور وہ ہر جگہ ہے مگر اس کا ملنا دشوار ہے۔

## پہلا نصرانی :-

کہا جاتا ہے کہ اس وقت وہ سامریہ میں ہے۔

## ایک یہودی :-

اگر سامریہ میں ہے تو ظاہر ہے کہ وہ مسیح نہیں  
ہو سکتا۔ اس لئے کہ سامریوں میں مسیح نہیں آئے گا۔  
سامری ملعون ہیں۔ وہ عبادت گاہ پر قربانیاں نہیں  
چڑھاتے۔

## دوسرا نصرانی :-

کچھ ہی دن ہوئے کہ وہ سامریہ سے رخصت ہوا ہے  
میرا خیال ہے اس وقت وہ یروشلم کے مضافات میں ہے۔

پہلا نصرانی :-

نہیں - وہ وہاں نہیں - میں بیروشلیم سے ابھی واپس  
آیا ہوں - دو مہینوں سے وہاں اس کا کوئی پتہ نہیں -

ہرودیس :-

خیر اس سے بحث نہیں - مگر اس کو ڈھونڈ کر میری جانب  
سے یہ حکم سنا دو کہ مردوں کو چلایا نہ کرے - پانی کو شراب  
بنائے - جذامیوں کو اچھا کرے مجھے اس سے کوئی اختلاف  
نہیں - سچ پوچھو تو میں کسی جذامی کو اچھا کر دینا ثواب سمجھتا  
ہوں - لیکن کسی کو مردے جلانے کی اجازت نہیں دے سکتا -  
اگر مردے زندہ ہو جایا کرینگے تو بڑی آفت ہوگی -

یوحنا کی آواز :-

آہ! بدکار! زانیہ! آہ! سنہری آنکھوں والی! بابلی کی  
لڑکی! خداوند کہتا ہے ”لوگوں کی ایک جماعت اس عورت  
پر پورش کرے اور اس کو سنگسار کر ڈالے!“

ہرودیہ :-

اس کو خاموش رہنے کا حکم دو -

یوحنا کی آواز :-

فوجی افسروں سے کہو کہ اپنی تلواروں سے اس کو زخمی

کر ڈالیں۔ اپنی ڈھالوں کے نیچے اس کو کھل ڈالیں۔

ہس و دیہ :-

میری رسوائی ہو رہی ہے۔

یوحنا کی آواز :-

اسی طرح میں دنیا سے بُرائیاں مٹاؤنگا اور یونہی دوسری  
عورتیں اس کی پیروی کرنے سے بچیں گی۔

ہس و دیہ :-

سُنئے ہو مجھے کیا کہہ رہا ہے؟ تم چاہتے ہو کہ وہ تمہاری  
بیوی کو ذلیل کرتا رہے؟

ہس و دیس :-

اُس نے تمہارا نام تو نہیں لیا؟

ہس و دیہ :-

یہ حجت فضول ہے۔ تم تو خوب واقف ہو کہ وہ مجھی کو  
رسوا کرنا چاہتا ہے۔ اور میں تمہاری بیوی ہوں کہ نہیں؟

ہس و دیس :-

بیشک۔ پیاری ہس و دیہ تم میری بیوی ہو اور اس سے  
پیشتر میرے بھائی کی بیوی رہ چکی ہو۔

ہرودیہ :-

تمہیں نے اس کی آغوش سے مجھکو جدا کر دیا۔

ہرودیس :-

صحیح ہے۔ میں اس سے قوی تر تھا۔ لیکن مجھے یہ تذکرہ  
گوارا نہیں۔ نبی جو کچھ کہہ رہا تھا اس کی بنیاد تھی اور شاید  
اسی بنا پر کوئی آفت آنے والی ہے۔ اس ذکر کو جانے دو۔  
پیاری ہرودیہ۔ ہم مہمانوں کی طرف سے غافل ہیں۔  
شراب سے میرا ساغر بھرو۔ چاندی اور شیشے کے گل ظروف  
میز پر لگا دو۔ اہل روم بھی موجود ہیں۔ ہم سب قیصر  
کا جامِ صحت نوش کریں۔

حاضرین :-

قیصر! قیصر!

ہرودیس :-

دیکھو تمہاری لڑکی کتنی زرد ہے۔

ہرودیہ :-

تم کو اس سے کیا غرض کہ وہ زرد ہے یا نہیں؟

ہرودیس :-

میں نے اس کو اتنا زرد کبھی نہیں دیکھا۔

ہرودیہ :-

تمہیں اس کو دیکھنا ہی نہیں چاہئے۔

یوحنا کی آواز :-

اس روز سورج بال کے مانند سیاہ ہو جائیگا اور چاند  
خون کی طرح سُرخ۔ ستارے پکے ہوئی انجیروں کی طرح آسمان  
سے ٹوٹ کر گرنے لگیں گے اور دنیا پر حکومت کرنے والے  
پناہ مانگیں گے۔

ہرودیہ :-

میں اس روز کو ذرا دیکھنا چاہتی ہوں جس کی یہ پیشینگوئی  
کر رہا ہے جبکہ چاند خون کی طرح سُرخ ہو جائیگا اور ستارے  
آسمان سے پکے ہوئی انجیروں کی طرح گرنے لگیں گے۔ یہ نبی  
بدست شراہیوں کی سی باتیں کر رہا ہے۔ مگر میں اسکی آواز  
کی تاب نہیں لاسکتی۔ مجھے اس کی آواز سے نفرت ہے۔ اسکو  
چپ رہنے کا حکم دو۔

ہرودیس :-

میں نہیں حکم دوں گا۔ اس کی باتیں میری سمجھ میں نہیں  
آئیں۔ ممکن ہے کوئی اچھی فال ہو۔

ہرودیہ :-

مجھے فال پر اعتقاد نہیں۔ وہ شرابیوں کی طرح بکتا ہے۔

ہرودیس :-

تمکن ہے اُس نے خدا کی شراب پی ہو۔

ہرودیہ :-

اور یہ ”خدا کی شراب“ کون سی شراب ہے؟ کس باغ کے

انگوروں سے نکلتی ہے؟ اور کس میکدہ میں کھنچتی ہے؟

ہرودیس :-

(اب وہ سالومی کو دیکھنے میں محو ہے) طجی لینوس جب تم

روم میں تھے تو قیصر کو کبھی اس کے متعلق بھی کچھ کہتے

ساتھا.....؟

طجی لینوس :-

کس کے متعلق؟

ہرودیس :-

کس کے متعلق؟ خواب! میں نے تم سے کچھ پوچھا تھا؟

مجھے قطعاً یاد نہیں۔

ہرودیہ :-

تم پھر میری لڑکی کو دیکھ رہے ہو۔ میں نے کہہ دیا کہ اس کی  
طرف نگاہ نہ اٹھاؤ۔

ہرودیس :-

تم کو تو اس کے سوا اور کچھ کہنا ہی نہیں۔

ہرودیہ :-

میں پھر وہی کہتی ہوں۔

ہرودیس :-

اور ہیکل کی بجالی کے بارے میں کچھ ہو گا کہ نہیں ؟  
جس کے لئے لوگوں میں اس قدر سرگوشیاں ہو رہی ہیں۔  
سنتا ہوں کہ عبادت گاہ کا غلاف غائب ہو گیا ہے ؟

ہرودیہ :-

تمہیں نے تو اس کو چہر لیا اور پھر ناواقف کی طرح باتیں  
کرتے ہو۔ اب میں یہاں نہیں رک سکتی۔ اندر چلو۔

ہرودیس :-

سالومی۔ مجھ کو اپنا نام دکھا۔

ہرودیہ :-

میں اس کو ناچنے نہیں دوں گی

سالوھی :-

جہاں پناہ - ناچنے کو میراجی نہیں چاہتا۔

ہرودیس :-

سالوھی - ہرودیہ کی لڑکی ناچ سے میرادل بہلا۔

ہرودیہ :-

اس کو نہ چھیرو۔

ہرودیس :-

سالوھی - میں تجھ کو ناچنے کا حکم دیتا ہوں۔

سالوھی :-

جہاں پناہ - میں نہیں ناچوں گی۔

ہرودیہ :-

(تقریب لگا کر) دیکھا وہ تمہارا حکم کیسا مانتی ہے ؟

ہرودیس :-

اس کا جی چاہے تو ناچے۔ مجھے اس کا اشتیاق نہیں۔

اس کا رقص میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ آج کی رات

میں مسرور ہوں۔ میں نے اس سے قبل کبھی ایسی مسرت

نہیں محسوس کی۔

پہلا سپاہی:-

بادشاہ کا چہرہ دھندلا ہو رہا ہے۔ کیوں؟

دوسرا سپاہی:-

ہاں بادشاہ کا چہرہ دھندلا ہے۔

ہرا و دلیس:-

اور مسرور کیوں نہ ہوں۔ قیصر جو دنیا کا حکمراں ہے  
جو ہر چیز کا مالک ہے مجھ کو مانتا ہے۔ اس نے مجھ کو بیش بہا  
تختے بھیجے ہیں۔ اور شاہ کبا دوسیہ کو جو میرا دشمن ہے بلا بھیجے  
کا وعدہ بھی کیا ہے۔ عجب نہیں کہ اس کو دروہ میں بلا کر صلیب  
دیدہی جائے۔ کیونکہ قیصر جو چاہے کر سکتا ہے۔ وہ ہم سب  
کا آقا ہے اس لئے مجھ کو مسرور رہنے کا حق بھی ہے۔ دنیا  
کی کوئی چیز میری مسرت کو بر باد نہیں کر سکتی۔

یوحنا کی آواز:-

وہ اسی تخت پر بیٹھا ہوگا۔ اپنی یا قوتی اور ارغوانی خلعت میں ملبوس  
ہوگا۔ اس کے ہاتھ میں اس کے ہزلیات سے لبریز ایک سونے  
کا پیالہ ہوگا۔ اور خداوند آقا کے فرشتے اس کو مارینگے۔ کیرٹ  
اس کو کھا ڈالینگے۔

ہراودیہ :-

سو تم کو کیا کہہ رہا ہے۔ کہتا ہے کیرٹے ٹکڑے کھا ڈالینگے۔

ہراودیس :-

مجھ کو نہیں کہتا۔ میرے خلاف اس نے کبھی ایک لفظ بھی  
منہ سے نہیں نکالا ہے۔ وہ شاہ کبکادوسیہ کے متعلق یہ سب  
کہہ رہا ہے۔ جو میرا دشمن ہے۔ اسی کو کیرٹے کھاٹینگے۔ مجھ کو  
نہیں۔ اس نبی نے کبھی میری بُرائی نہیں کی سو اس کے کہ میں نے  
اپنے بھائی کی بیوی کو اپنی بیوی بنا کر ایک بڑا گناہ کیا ہے۔ سو  
اس کا یہ خیال شاید درست ہے۔ کیونکہ تم واقعی بانجھے ہو۔

ہسراودیہ :-

میں بانجھے ہوں؟ میں؟ اور تم یہ کہتے ہو؟ تم جو ہر وقت  
میری لڑکی کو دیکھا کرتے ہو۔ جو ابھی اپنی دلہنگی کے لئے اس سے  
ناچنے کی فرمائش کر رہے تھے؟ تمہارا یہ خیال بے بنیاد ہے۔ دیکھو  
وہ میری لڑکی ہے۔ تمہارے البتہ کوئی اولاد نہیں۔ کیرٹے والے  
بھی نہیں۔ بانجھے تم ہو۔ میں نہیں۔

ہسراودیس :-

چپ رہو۔ میں کہہ رہا ہوں کہ تم بانجھے ہو۔ تم سے میری

کوئی اولاد نہیں۔ اور نبی کہتا ہے کہ ہمارا نکاح درست نہیں۔  
 وہ کہتا ہے کہ اس شادی کے نتیجے خراب ہونگے۔ میری رائے  
 میں اس کا کہنا ٹھیک ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ وہ سچ کہتا  
 ہے۔ مگر اس گھڑی ان تذکروں کو جانے دو۔ میں اس وقت  
 ترددات سے آزاد رہنا چاہتا ہوں۔ واقعی میں بہت خوش  
 ہوں۔ مجھے کس چیز کی کمی ہے؟

ہر ودیہ :-

مجھ کو بڑی خوشی ہے کہ تمہاری طبیعت آج ایسی شگفتہ ہے  
 جو ایک غیر معمولی بات ہے۔ مگر اب بہت دیر ہو چکی۔ چلو اندر  
 چلیں۔ تم کو یاد ہے یا نہیں کہ علی الصبح ہم شکار کے لئے جانے  
 والے ہیں؟ قیصر کے سفیروں کی طرح مدارات ہونی چاہئے۔

دوسرا سپاہی :-

بادشاہ کے چہرے کا رنگ کس قدر دھندلا ہو گیا ہے۔

پہلا سپاہی :-

ہاں بے حد دھندلا ہو گیا ہے۔

ہر ودیسی :-

سالوسی۔ سالوسی۔ مجھے خوش کرنے کے لئے تلخ ہیں

تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ میری خاطر سے ناچ۔ میں آج  
 بے انتہا افسردہ ہو رہا ہوں۔ میں جب یہاں آ رہا تھا تو میرے  
 قدم خون میں پڑ گئے تھے جو ایک بُری علامت ہے۔ اور میں نے  
 ہوا میں بھاری پروں کی آواز بھی سنی تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ  
 اس کے کیا معنی ہیں۔ میں بے انتہا افسردہ ہو رہا ہوں۔ سالوھی  
 مجھ کو اپنا ناچ دکھا دے میں اتنا کرتا ہوں۔ اگر تو مجھ کو اپنا  
 ناچ دکھا کر مخلوط کر دیکے تو جو مانگے گی میں تجھ کو دوں گا۔ ہاں  
 سالوھی ناچ اور جو تیرا جی چاہے مجھ سے مانگ لے۔ میں  
 اپنی آدھی سلطنت بھی دینے کو تیار ہوں۔

سالوھی :-

(اُٹھ کر) جہاں پناہ۔ کیا آپ سچ کہتے ہیں کہ جو کچھ میں  
 مانگوں گی مجھ کو ملے گا؟

ہرودیدہ :-

بیٹی! خبردار! نہ ناچ۔

ہرودیس :-

ہاں جو دل چاہے مانگ۔ خواہ میری آدھی سلطنت

ہی کیوں نہ ہو۔

سالومی :-

جہاں پناہ - آپ قسم کھاتے ہیں؟

ہرودیس :-

ہاں سالومی میں قسم کھاتا ہوں -

ہرودیدہ :-

ہرگز مت نانچ میری پیاری بیٹی -

سالومی :-

آپ کس چیز کی قسم کھاتے ہیں؟

ہرودیس :-

اپنی جان - اپنے تاج - اپنے دیوتاؤں کی - جو کچھ تو چاہیگی  
میں تجھکو دوں گا اگر تو صرف ایک بار مجھکو اپنا نانچ دکھا دے تو  
اپنی آدھی سلطنت بھی تیرے حوالہ کر دوں - سالومی - سالومی  
مجھے بس اپنا نانچ دکھا دے -

سالومی :-

جہاں پناہ - یاد رہے کہ آپ قسم کھا چکے ہیں -

ہرودیس :-

ہاں سالومی - میں قسم کھا چکا ہوں -

## سالومی :-

جو کچھ میں مانگوں گی مجھکو ملے گا؟ آپ کی ادھی سلطنت بھی؟

## ہرودیہ :-

سالومی میری بات مان اور ناچنے سے انکار کر دے۔

## ہرودیس :-

ہاں ادھی سلطنت بھی۔ سالومی اگر تو چاہے تو ابھی ایک ملکہ بن سکتی ہے۔ اُن ایہاں کیسی سردی ہے! ہوا برف میں ڈوبی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اور ہوا میں پروں کی آواز نہاں سے آرہی ہے؟ معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی چڑیا۔ کوئی بھاری اور سیاہ چڑیا شہ نشین پر منڈلا رہی ہو۔ لیکن یہ چڑیا نظر کیوں نہیں آتی؟ اس کے پروں کی آواز ہیبتناک ہے۔ ہوا ٹھنڈی ہے۔ مگر۔ نہیں نہیں۔ سرد نہیں بلکہ گرم ہے میرا دم گھٹا جاتا ہے۔ میرے ہاتھوں پر پانی ڈالو اور مجھکو برف کھلاؤ۔ میری تباہی کے بند ڈھیلے کرو! جلد! نہیں نہیں۔ اسکو رہنے دو۔ میرا پھولوں کا ہار مجھکو تکلیف دے رہا ہے۔ یہ پھول اس وقت انکارے معلوم ہوتے ہیں۔ میری پیشانی جلی جاتی ہے (ہار کو توج کر پھینک دیتا ہے) ہاں اب میں سانس

لے سکتا ہوں۔ ان بھولوں کی پنکھڑیاں سرخ کیسی ہیں! جاننا  
 ہوتا ہے کسی کپڑے پر خون کے دھبے پڑ گئے ہیں۔ خیر جاسنے  
 دو۔ ہر چیز میں فال نکالنا بھی اچھا نہیں۔ زندگی اس طرح  
 دشوار ہو جاتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو زیادہ مناسب ہے  
 کہ خون کے دھبے بھی اسی طرح بھلے معلوم ہوتے ہیں جس طرح  
 گلاب کی پتیاں۔ شاید یہ کہنا اور بھی مناسب ہو گا کہ.....  
 مگر اب اس ذکر کو جاتے ہی دو۔ اس وقت میں خوش نصیب  
 ہوں۔ بے انتہا خوش نصیب۔ تمہیں کہو میں مسرور رہنے  
 کا حق رکھتا ہوں کہ نہیں۔ تمہاری لڑکی آج میرے لئے ناچنے  
 جا رہی ہے۔ سالومی تو وعدہ کر چکی ہے۔

ہراودیہ :-

میں اس کو ناچنے نہیں دوں گی۔

سالومی :-

جہاں پناہ میں ناچوں گی۔

ہراودیس :-

سنتی ہو تمہاری لڑکی کیا کہتی ہے؟ وہ ناچنے کو تیار ہے۔

سالومی تو بڑی عقلمند ہے اور ناچنے کے بعد جو تیراجی چاہے

مجھ سے مانگنے میں تامل نہ کر۔ ہاں میری ادھی سلطنت بھی۔ میں  
قسم کھا چکا ہوں۔ یا میں غلط کہہ رہا ہوں؟

سالومی :-

ہاں آپ قسم کھا چکے ہیں۔

ہر ودلیس :-

اور میں نے اپنی قسم کبھی نہیں توڑی ہے۔ میں  
اُن لوگوں میں سے نہیں ہوں جو عہد شکنی کیا کرتے ہیں۔  
میں جھوٹ بولنا نہیں جانتا۔ اپنے وعدہ کا غلام ہوں اور  
میرا وعدہ بادشاہوں کا وعدہ ہوتا ہے۔ شاہ کبادوسیہ  
جھوٹ بولنے کا عادی ہے۔ لیکن وہ کوئی راستیاز بادشاہ  
نہیں۔ اس نے مجھ سے قرضہ لیا تھا اور اب تک واپس نہیں  
کیا۔ اس نے میرے سفیروں کی تحقیر کی ہے۔ اسے میرے  
بارے میں ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو کانٹوں کی طرح  
میرے دل میں چبھ گئے۔ مگر جب وہ روم میں جائیگا تو قیصر  
اسکو صلیب دیگا۔ مجھکو پورا یقین ہے کہ قیصر اسکو صلیب  
دیگا۔ نہیں تو وہ یوں بھی مرے گا اور کیڑے اسکو کھا ڈالینگے۔  
نبی نے ابھی کہا ہے۔ سالومی اب انتظار کس کا ہے؟

## سالومی :-

اپنی کنیزوں کا انتظار کر رہی ہوں کہ وہ میرے ساتھ نقاب اور عطریات لے آئیں اور میرے کھڑاؤں اُتار دیں (کنیزیں سات نقاب اور عطردان سے کر حاضر ہوتی ہیں اور کھڑاؤں اُتار دیتی ہیں)۔

## ہرودیس :-

اچھا۔ تو برہنہ پارقص کرنا چاہتی ہے؟ یہ اور بھی اچھا ہوگا۔ تیرے نازک پاؤں قمیوں کی طرح معلوم ہونگے یا دو سفید پھولوں کی طرح جو درخت پر ہل رہے ہوں۔ دیکھ۔ خون سے بچا کر! زمین پر خون پھیلا ہے۔ اسپرنا چنا منحوس ہوگا۔

## ہرودیہ :-

اگر وہ خون پر ناچتی ہے تو تلو کیا؟ تمہارے پاؤں تو اس میں اچھی طرح ڈوب چکے ہیں۔

## ہراودیس :-

جھکو کیا؟ دیکھو چاند سرخ ہو گیا۔ نبی کا کہنا سچ تھا۔ اُس نے کہا تھا کہ چاند خون کی طرح سرخ ہو جائیگا۔ تم سب نے اس کو یہ کہتے سنا تھا۔ اور اب چاند بالکل خون کی طرح سرخ ہو گیا ہے۔ دیکھتی ہو کہ نہیں؟

## ہزارودیہ :-

ہاں خوب دیکھتی ہوں۔ اور ستارے بھی پکی ہوئی انجیروں  
کی طرح گرنے لگے ہیں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ نہیں؟ اور سورج  
بھی بال کی طرح سیاہ ہو چلا ہے۔ اور دنیا پر حکومت کرنے  
والے پناہ مانگ رہے ہیں۔ کم از کم اتنا تو ہم سب دیکھ رہے  
ہیں۔ نبی نے اپنی ساری عمر میں یہی ایک بات سچ کہی تھی۔ دنیا  
کے تاجدار ڈر گئے۔ آؤ اندر چلیں۔ تم بیمار ہو۔ روم میں لوگ  
تم کو دیوانہ مشہور کر دیئے۔ میری بات مانو اور اندر چلو۔

## یوحنا کی آواز :-

یہ کون ہے جو ادوم سے آ رہا ہے؟ یہ کون ہے جو بلو ذرا  
سے آ رہا ہے؟ جس کا لباس ازغوانی ہے۔ جو اپنے جگمگانے  
ہوئے کپڑوں میں چمک رہا ہے۔ جو شوکت اور جلال کے ساتھ  
چل رہا ہے؟ اس کا لباس سرخ رنگ میں کیوں رنگا ہوا ہے؟

## ہزارودیہ :-

خدا کے لئے اندر چلو! اس آدمی کی آواز مجھے پاگل کئے دیتی  
ہے۔ اگر وہ یونہی چلاتا رہے گا تو میں اپنی بیٹی کو ہرگز نہ ناچنے  
دوں گی اور اگر تم اس کو یونہی دیکھتے رہو گے تو بھی نہ ناچنے دوں گی۔

غرض کہ میں کسی طرح ناچنے ہی نہیں دوں گی۔

ہرودیس :-

بیٹھی رہو۔ میری پیاری ملکہ۔ اٹھ جا سنے سے تم کو کیا حاصل ہوگا؟ جب تک اس کا رقص ختم نہ ہو لیگا میں اندر نہیں جاؤنگا  
ناچ سا لومی میرے لئے ناچ۔

ہرودیس :-

نہ ناچ بیٹی۔

سا لومی :-

جہاں پہاڑ ہیں تیار ہوں۔

(اپنا "رقص ہفت نقاب" شروع کرتی ہے)

ہرودیس :-

خوب ایشا باش! تم نے دیکھا تمہاری لڑکی نے اپنے ناچ سے مجھ کو کیسا خوش کیا؟ (دوسرا سا لومی۔ قریب آتا کہ میں تجھ کو اشام دوں۔ میں رقاصوں کو کافی معاوضہ دیا کرتا ہوں۔ میں تجھ کو شاہانہ اشام دوں گا۔ جو تو چاہیگی تجھ کو دیا جائیگا۔ بول کیا چاہتی ہے؟

سالومی :-

(زمین بوس ہو کر) میں چاہتی ہوں کہ چاندی کے ایک طشت

میں.....

ہرودیس :-

(ہنس کر) چاندی کے طشت میں؟ ہاں ہاں۔ بیشک چاندی  
ہی کے طشت میں۔ حسین سالومی۔ تو یہودیہ کی تمام لڑکیوں  
سے بڑھ کر جمیل و دلکش ہے۔ بتا چاندی کے طشت میں کیا  
چاہتی ہے؟ جو کچھ تو مانگے گی تجھ کو لا کر دیا جائیگا۔ میرا سارا خزانہ  
تیرے ہاتھ میں ہے۔ بول کیا مانگتی ہے؟

سالومی :-

(زمین سے سر اٹھا کر) یوحنا کا سر۔

ہرودیہ :-

شباباش! بیٹی شباباش!

ہرودیس :-

نہیں! نہیں!

ہرودیہ :-

بیٹی تو نے خوب کیا۔

ہرودیس :-

نہیں۔ نہیں۔ سالومی تو مجھ سے یہ نہیں مانگتی۔ اپنی ماں کی بات نہ سُن۔ وہ تجھکو ہمیشہ بُری صلاح دیا کرتی ہے۔ اسکے کہنے کی پرواہ نہ کر۔

سالومی :-

میں اپنی ماں کا کہنا نہیں کرتی۔ میں محض اپنی تفریح کے لئے چاندی کے طشت میں یوحنا کے سر کی طلبگار ہوں۔

ہرودیس تم قسم کھا چکے ہو۔ بھول نہ جاؤ کہ تم قسم کھا چکے ہو۔

ہرودیس :-

میں جانتا ہوں کہ میں اپنے دیوتاؤں کی قسم کھا چکا ہوں۔

لیکن سالومی۔ تیرے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں کوئی دوسری چیز مانگ۔ مجھ سے ادھی سلطنت مانگ لے۔ میں دیدوں گا۔ مگر اس چیز کو نہ مانگ۔

سالومی :-

میں یوحنا کا سر مانگتی ہوں۔

ہرودیس :-

میں اس کا روادار نہیں ہو سکتا

سالوھی :-

ہرودیس - تم قسم کھا چکے ہو۔

ہرودیہ :-

ہاں تم نے ابھی قسم کھائی ہے۔ سب نے سنا ہے۔ سب کے سامنے تم نے قسم کھائی ہے۔

ہرودیس :-

خاموش رہو میں تم سے بولنا نہیں چاہتا۔

ہرودیہ :-

میری لڑکی نے بہت اچھا کیا کہ یوحنا کا سر مانگا۔ وہ مجھ پر گالیوں کی بوچھاڑ کرتا رہا ہے۔ میرے متعلق کریمہ باتیں کرتا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ سالوھی اپنی ماں کی محبت کرتی ہے۔ بیٹی اپنی ضد سے اب ہرگز باز نہ آ۔ بادشاہ زبان دے چکا ہے۔

ہرودیس :-

بس چپ رہو۔ ایک لفظ بھی نہ بولو۔ سالوھی عقل کی بات کر۔ ہاں ضرور عقل کی بات کرے گی۔ میں نے تجھ پر کبھی سختی نہیں کی ہے۔ تجھ کو ہمیشہ پیار کرتا رہا ہوں۔ شاید بہت پیار کرتا رہا ہوں۔ مجھ سے یہ نہ مانگ۔ یہ سوال نہایت خطرناک ہے۔ سالوھی

تو مذاق کر رہی ہے۔ ایک مردہ آدمی کا سر جو اسکے جسم سے جدا کر دیا گیا ہو دیکھنے کی چیز نہیں۔ کسی کنواری لڑکی کے لٹے ایسی چیز کو دیکھنا زیبا نہیں۔ جھکو اس میں کیا لطف حاصل ہو سکتا ہے؟ نہیں تو یہ نہیں مانگتی۔ سن میرے پاس ایک زمرہ ہے۔ بڑا زمرہ۔ جو مجھ سے فیصص نے جھکو بھیجا ہے۔ اگر اس میں دیکھا جائے تو دور کی چیزیں نظر آ سکتی ہیں۔ فیصص جب سسوکس جاتا ہے تو ایسا ہی زمرہ اپنے پاس رکھتا ہے۔ لیکن میرا زمرہ اس سے بھی بڑا ہے۔ وہ دنیا کا سب سے بڑا زمرہ ہے۔ تو اس کو ضرور اپنے پاس رکھنا چاہیگی۔ کہہ تو میں تجھ کو ویدوں۔

سالومی :-

میں یوحنا کا سر چاہتی ہوں۔

ہرودیس :-

تو سنتی نہیں۔ مجھے اپنی بات ختم کر لینے دے۔

سالومی :-

یوحنا کا سر۔

ہرودیس :-

کبھی نہیں۔ واقعی تیری خواہش نہیں ہے۔ صرف مجھکو

چھبڑنے کے لئے یہ کہہ رہی ہے کیونکہ میں تجھکو لگا تار دیکھتا رہا ہوں  
 تیرا حسن مجھکو نہ خمی کر رہا تھا۔ اور اسی وجہ سے میں تیری طرف سے  
 نظر نہیں ہٹاتا تھا۔ مگر اب میں تیری طرف کبھی نہ دیکھوں گا۔  
 انسان کو دوسروں کی طرف نہیں دیکھنا چاہئے۔ صرف آئینہ  
 میں دیکھنا چاہئے کیونکہ آئینے ہم پر ہمارا پردہ فاش کر دیتے ہیں  
 اُف! شراب لاؤ! میں پیسا ہوں! سالوھی۔ سالوھی۔  
 آہم ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں۔ آہ! میں ابھی کیا  
 کہنے جا رہا تھا؟ ہاں یاد آیا۔ سالوھی۔ ذرا مجھ سے قریب تر  
 ہو جا۔ مجھکو خون ہے کہ تو میری بات نہیں سن سکتی۔ تو نے  
 میرے سفید موروں کو دیکھا ہے جو صنوبر اور حنا کے سایہ میں  
 گھومنے ہیں۔ کتنے خوبصورت ہیں۔ اُن کی منقاروں پر سونا  
 منڈھا ہوا ہے۔ ان کو جو دانے کھلائے جاتے ہیں وہ بھی سونے  
 کے ہوتے ہیں۔ اُن کے پاؤں ارغوانی ہیں۔ جب وہ بولتے  
 ہیں تو پانی برسے لگتا ہے اور جب اپنے پروں کو پھیلاتے ہیں  
 تو چاند نکل آتا ہے۔ ان میں دو دو کے جوڑے ہیں اور ہر جوڑے  
 کے لئے ایک خدمتگار مامور ہے جو ان کی نگہداشت کیا کرتا ہے  
 کبھی وہ درختوں پر اُڑ کر جا بیٹھتے ہیں اور کبھی جھیل کے کنارے

یاسبزہ زاروں میں چھپ رہتے ہیں دنیا میں کسی بادشاہ کے پاس  
 ایسے خوبصورت پرندے نہیں ہیں۔ قیصر کے پاس بھی نہیں۔  
 میں تجھکو اپنے پچاس مورے ڈالوں گا۔ تو جہاں جہاں جائیگی  
 وہ بھی تیرے پیچھے پیچھے جائیگی۔ تو اُن کے درمیان میں ایسی معلوم  
 ہوگی جیسے بادلوں میں چاند۔ میرے پاس صرف سو مورے ہیں۔  
 دنیا میں کسی شاہنشاہ کے پاس ایسے مور نہیں۔ تاہم اگر تو کے  
 توکل تجھکو ویدیوں۔ لیکن مجھکو اس قسم سے سبکدوش کر دے اور  
 اپنے سوال سے دست بردار ہو جا۔ (شراب کا پیالہ خالی کر دیتا ہے)۔

**سالوصی:-**

مجھ کو یوحنا کا سر درکار ہے۔

**ہس و دیہ:-**

شباباش! بیٹی۔ اور تم۔ تم تو مع اپنے موروں کے ذلیل معلوم  
 ہوتے ہو۔

**ہس و دیس:-**

خاموش! ہر وقت درندوں کی طرح چلایا کرتی ہو۔ زبان  
 بند کرو۔ تمہاری آواز ہی مجھ کو گراں گذرتی ہے۔ میں کہتا ہوں  
 بس چپ رہو۔۔۔۔۔ سالوصی ذرا غور تو کر تو کیا کر رہی ہے۔

شاید یہ آدمی خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ وہ ایک برگزیدہ ہستی ہے۔ خدا کی انگلیوں نے اس کو مس کیا ہے۔ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے خدا ہی کی جانب سے کہہ رہا ہے۔ مخلوق میں اور ریگستانوں میں خدا برابر اس کے ساتھ رہتا ہے۔ کم از کم ایسا ہونا ناممکن نہیں ہے۔ کوئی جانتا نہیں مگر ممکن ہے کہ خدا اس کے ساتھ ہو۔ اس کے علاوہ اگر وہ مر جائیگا تو ڈر ہے کہ میں کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ اس نے کہا تھا کہ جس دن وہ مرے گا کسی نہ کسی شخص پر مصیبت کیگی اور وہ شخص میں ہی ہو سکتا ہوں۔ مجھ کو یاد ہو گا جب میں یہاں داخل ہوا تھا تو میرے پاؤں خون میں پراگئے تھے اور میں نے ہوا میں بھاری بھاری پردوں کی آہٹ سنی تھی اور کئی کئی باری باری ظاہر ہوئیں تھیں جن کا اس وقت مجھ کو خیال نہیں رہا۔ سالوھی کیا تو چاہتی ہے کہ میں کسی آفت میں گرفتار ہو جاؤں۔ نہیں تو کبھی اس کو گوارا نہیں کر سکتی۔ اس لئے میری بات سن۔

سالوھی :-

مجھ کو یوحنا کا سر دو۔

ہرودیس :-

آہ! تو نہیں سن گی۔ ذرا صبر کر۔ دیکھ میں کس آہنگی سے

بول رہا ہوں۔ سن میں نے جواہرات چھپا رکھے ہیں۔ جن کو تیری ماں بھی نہیں جانتی۔ جو نایاب اور بے نظیر ہیں۔ میرے پاس موتیوں کا ایک ہار ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ چاندی کے تاروں میں چاند گوندھ دیا گیا ہو۔ ایک ملکہ اس ہار کو اپنے شفاف سینہ پر پہن چکی ہے۔ جب تو اس کو پہنگی تو تو بھی ایک حسین ملکہ معلوم ہوگی۔ میرے پاس دو قسم کے نیلم ہیں ایک تو سیاہ دوسرا ارغوانی۔ مختلف رنگ کے عقیق ہیں۔ بعض زرد ہیں شیر کی آنکھوں کی طرح بعض سرخ ہیں کبوتر کی آنکھوں کی طرح۔ اور بعض ملی کی آنکھوں کی طرح سبز ہیں۔ میرے پاس ہیرے ہیں جو برف کی طرح چمکتے ہیں۔ سنگ سلیمانی ہیں جو مردہ عورت کی پتلیوں کے مانند ہیں۔ میرے پاس فیروزے ہیں جو صبح سے شام تک رنگ بدلتے رہتے ہیں۔ میرے پاس انڈوں کے برابر نیلم ہیں جنہیں سمندر گہرائے ہوئے نظر آتے ہیں۔ میرے خزانہ میں لہسنیہ ہیں۔ یا قوت ہیں اور پکھراج ہیں۔ میں سب تجھ کو دیدونگا۔ جزائر الہند کے بادشاہ نے ابھی مجھ کو چار ننکھے بھیجے ہیں جو طوطوں کے پروں سے تیار کئے گئے ہیں۔ فرمانرواے نیومیدیا نے شتر مرغ کے پروں کی ایک خلع بھیجی ہے۔

میرے پاس ایک خاص قسم کا بلور ہے جن میں عورتوں اور نوجوان مردوں کو نہیں دیکھنا چاہئے تا وقتیکہ وہ چھڑیوں کی مار نہ کھالیں۔ سیب کے ایک صندوق میں میرے پاس تین ایسے پتھر ہیں جن کو اگر کوئی اپنی پیشانی پر پہن لے تو وہ ایسی چیزوں کا تصور کر سکتا ہے جن کا وجود بھی نہیں اور اگر کوئی اپنے ہاتھ میں لئے رہے تو عورتوں کو بانجھ بنا سکتا ہے۔ یہ سب بیسن ہا خزانے ہیں۔ مگر اتنا ہی نہیں۔ آبنوس کے ایک صندوق میں دو عنبر کے پیالے ہیں جو سنہرے سیب کی طرح ہیں۔ اگر ان میں کوئی دشمن زہر ڈال دے تو وہ چاندی کے سیب کے مانند ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے صندوق میں جو عنبر کا ہے میرے پاس شیشہ کے کھڑاؤں ہیں۔ میرے پاس پیشوازیں ہیں جو سیلابز سے آئی ہیں اور چوڑیاں ہیں جن میں پکھراج جڑے ہیں اور جو فرات کے شہر سے منگوائی گئی ہیں۔ سدالومی مانگ ان میں سے کیا مانگتی ہے؟ جو چیز تو بانگے گی میں دینے کے لئے حاضر ہوں بجز ایک چیز کے۔ بجز ایک شخص کی جان کے سب کچھ دے سکتا ہوں۔ میں تجھکو کاہنِ اعلیٰ کی عبادتوں کا تجھکو عبادت گاہ کا غلاف بھی دے دوں گا۔

یہودی:-

اُن! اُن!

سالومی:-

مجھکو یوحنا کا سر دو۔

ہرودیس:-

رکسی سے سر کو سہارا دیکر اچھا اس کو سر دیا جائے۔ لڑکی موبو  
اپنی ماں کی بیٹی ہے (پہلا سپاہی قریب آتا ہے۔ ہرودیہ حاکم کے ہاتھ  
سے انگوٹھی اتار کر اس کو دیتی ہے جو فوراً جلاد کو جا کر دے آتا ہے۔ جلاد گھبرا  
جاتا ہے)۔ میری انگوٹھی کون لے گیا؟ میرے واہنے ہاتھ میں ایک  
انگوٹھی تھی میری شراب کون پی گیا؟ میرے پیالہ میں شراب  
تھی۔ ضرور کوئی نہ کوئی قہر نازل ہوگا (جلاد حوض میں داخل ہوتا ہے)  
افسوس! کہاں سے میں نے قسم کھائی تھی! بادشاہوں کو کبھی  
قسم نہیں کھانا چاہئے۔ اگر وہ اپنی قسم پوری کرتے ہیں تو بھی  
مصیبت ہے اور نہیں کرتے تو بھی۔

ہرودیہ:-

میرتی لڑکی نے بڑا کام کیا۔

ہرودیس:-

ضرور کچھ غضب ہونے والا ہے۔

## سالوصی :-

(جھک کر حوض میں جھانکتی ہے) کوئی آواز نہیں سنائی دیتی۔ یہ شخص چلاتا کیوں نہیں؟ اگر میرے قتل کا حکم دیا جاتا تو میں ضرور چلائی۔ میں اپنے کو بچانے لگتی اور مرنے کو آسانی سے تیار نہ ہو جاتی..... وار کر نعمان۔ وار کر۔ میں حکم دیتی ہوں مگر اب تک کوئی آواز نہیں آئی۔ سناٹا چھایا ہوا ہے ایک وحشت خیز سناٹا؛ ابھی زمین پر کوئی چیز گری ہے۔ یہ تو جلاؤ کی تلوار ہے۔ باکبخت ڈر رہا ہے۔ خوف کے مارے تلوار اس کے ہاتھ سے پھوٹ گئی۔ بزدل ہے۔ سپاہیوں کو بھیجو۔ (ہمراہوں کے خدمت گار کو دیکھتی ہے اور اس سے مخاطب ہوتی ہے) سن وہ لڑ جوان شامی جس نے ابھی اپنی جان دیدی ہے تیرا دوست تھا۔ میرا خیال ہے کہ ابھی کافی تعداد مرنے والوں کی نہیں ہوئی ہے۔ سپاہیوں کے پاس جا اور ان سے کہہ کہ جس چیز کی میں خواہشنگا ہوں۔ جس کا بادشاہ وعدہ کر چکا ہے۔ جو آپ میری ہو چکی ہے مجھے لا کر دیں (خدمتگارانہ پتھے ہٹ جاتا ہے۔ پھر وہ سپاہیوں سے مخاطب ہوتی ہے) سُنئے ہو سپاہیو۔ حوض میں جاؤ اور اس آدمی کا سر لے کر حاضر ہو۔ (سپاہی جاتے ہیں)۔ (ہمراہوں سے اپنے سپاہیوں

کو حکم دو کہ یوحنا کا سر اتار لائیں۔

ایک مہیب کالا ہاتھ۔ جلا دکا ہاتھ۔ ایک چاندی کی ڈھال پر  
یوحنا کا سر لے ہوئے نمودار ہوتا ہے۔ اس الوھی دوڑ کر اس کو  
مات لیتی ہے۔ ہمارا دل میں اپنا منہ لبا دے میں چھپا لیتا ہے۔ ہر وہ  
سکرانی ہے اور پیکر جھلتی ہے۔ شمس انی سجدے میں گر جاتے ہیں  
اور دعائیں مانگتے ہیں۔

آہ! یوحنا! تو مجھ کو اپنا منہ نہیں چومنے دیتا تھا۔ دیکھ  
اب میں چومو گی۔ میں تیرا منہ اپنے دانتوں سے اس طرح  
کاٹو گی جس طرح کوئی پتے ہوئے پھل کا تباہ ہے۔ ہاں یوحنا  
اب میں تیرا منہ چومو گی۔ میں نے کہہ دیا تھا کہ نہیں؟ ہاں  
میں نے کہہ دیا تھا اور اب میں تجھ کو چومو گی۔ لیکن تو میری  
طرح نہ دیکھتا کیوں نہیں؟ تیری آنکھیں جن میں حقارت اور  
فضیب بھرا تھا اب بند ہیں۔ کیوں بند کس نے میں؟ اپنی  
آنکھیں کھول۔ یوحنا نظر آگیا۔ میری طرف آخر دیکھتا کیوں  
نہیں؟ کیا مجھ سے ڈرتا ہے؟ ..... اور تیری زبان جو لال  
سانپ کی طرح زہر پر سار ہی تھی ساکت ہو گئی۔ وہ سانپ  
جو مجھ پر اپنا زہر اگل رہا تھا اب جنبش بھی نہیں کرتا۔ تعجب ہے۔

اب اس میں حرکت کرنے کی تاب کیوں نہیں؟ یوحنا تو میری صورت دیکھنے کا روادار نہیں تھا۔ تو نے مجھ سے منہ پھیر لیا تو مجھ کو گالیاں سناتا رہا۔ تو نے ساکوسی - ہرودیہ کی لڑکی یہودیہ کی شاہزادی کو بدکار اور زانیہ سمجھا۔ دیکھتا ہے یوحنا میں ابھی تک زندہ ہوں اور تو مر چکا۔ اور تیرا سرب میری ملکیت ہے میں اس کے ساتھ جو سلوک چاہوں کر سکتی ہوں کتوں سے جو بچیکا وہ چڑیوں کا نوالہ ہوگا۔ آہ یوحنا! میں نے صرف تیری محبت کی ہے۔ سب میری نگاہ میں حقیر تھے۔ لیکن تو حسین تھا۔ تیرا جسم ہاتھی دانت کا ایک نازک ستون تھا جو چاندی کی بنیاد پر کھڑا کہا گیا ہو۔ ایک باغ تھا جس میں بے شمار سوسن اور قمریاں ہوں۔ ایک چاندی کا مینار تھا جس میں ہاتھی دانت کے ٹکڑے چڑے ہوں۔ دنیا میں کوئی چیز تیرے بدن کی طرح سفید۔ تیرے بالوں کی طرح سیاہ اور تیرے رخساروں کی طرح سُرخ نہیں تھی۔ تیری عطر بیز آواز نت نئی خوشبو پھیلا رہی تھی اور جب میں بھگو دیکھتی تھی تو ریک و لکش نغمہ سنتی تھی۔ آہ یوحنا! تو میری طرف دیکھتا کیوں نہیں تھا؟ تو اپنے چہرے کو اپنے ہاتھوں اور اپنی لعنتوں میں میری آنکھوں سے چھپا لیتا تھا تو نے

اپنی آنکھوں پر اس شخص کی طرح پردہ ڈال رکھا تھا جو صرف خدا کو دیکھتا ہو۔ خیر تو نے اپنے خداوند کو دیکھ لیا مگر مجھکو نہیں دیکھا۔ اگر مجھکو دیکھتا تو ضرور مجھے سے محبت کرنے لگتا۔ یوحنا میں نے تجھکو دیکھا اور میں تجھ سے محبت کرنے لگی۔ میں تجھ کو چاہتی تھی اور اب بھی چاہتی ہوں۔ تیرے سوا کسی کو نہیں چاہتی۔ میں تیری صورت کی پیاسی ہوں اور تیرے جسم کی بھوکی۔ میرے خروش کو اب نہ تو میوے آسودہ کر سکتے ہیں نہ شراب۔ یوحنا! اب میں کیا کروں؟ میری تشنگی کو نہ تو سیلاب بجھا سکتا ہے نہ سمندر۔ میں ایک شاہزادی تھی تو نے مجھکو ذلیل کیا۔ میں ایک دوشیزہ تھی تو نے میری دوشیزگی چھین لی۔ میں معصوم تھی تو نے میری رگوں میں چنگاریاں بھردیں اہ! اہ! یوحنا تو میری طرف کیوں نہیں دیکھتا تھا؟ اگر دیکھتا تو تو بھی مجھکو چاہنے لگتا۔ اور محبت کا راز موت کے راز سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ انسان کو صرف محبت کا پاس ہونا چاہئے۔

ہر ودیس :-

تمہاری لڑکی وحشی ہے وحشی! آج وہ ایک زبردست

گناہ کی مرتکب ہوئی ہے۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ یہ ایک ایسے  
خدا کی مخالفت ہے جس کو ہم نہیں جانتے۔

ہرودیہ :-

اس نے جو کچھ کیا بجا کیا اور ابھی میں یہاں ٹھہرونگی۔

ہرودیس :-

آہ! یہ بدکار بیوی کی آواز ہے۔ میں اس جگہ نہیں رہ سکتا  
میں تم سے کہتا ہوں کہ اٹھو۔ کوئی آفت آرہی ہے۔ مناسیح  
اسکار۔ عود یا س مشعلوں کو بجھا دو۔ میں کسی چیز کو  
دیکھنا نہیں چاہتا۔ کسی چیز کو میرے سامنے نہ رہنے دو! مشعلوں  
کو بجھا دو!۔ چاند کو چھپا دو!۔ ستاروں کو چھپا دو! ہرودیہ  
اؤ۔ محل کے اندر چل کر چھپ رہیں۔ مجھکو ڈر معلوم ہو رہا ہے۔  
(خندنگار مشعلوں کو گل کر دیتے ہیں ستارے غائب ہو جاتے ہیں  
ابر کا ایک سیاہ ٹکڑا چاند کو اپنے دامن میں چھپا لیتا ہے۔ سماں تاریک  
ہو جاتا ہے۔ ہرودیس زمینوں پر جاتا نظر آتا ہے)

سالوہی کی آواز :-

آخر تیرا منہ چوم لیا! یوحنا! میں نے تیرا منہ چوم لیا۔ تیرے  
ہونٹوں میں ایک تلخ مزہ تھا۔ لیکن شاید محبت کا مزہ رہا ہو۔

سنٹی ہوں کہ محبت تلخ ہی ہوتی ہے۔ مگر ہو کرے۔ میں تیرا منہ  
 چوم چکی یوحنا اب میں تیرا منہ چوم چکی۔  
 (سالومی پر چاند کی ایک کرن پڑتی ہے اور اس کو اپنے نور میں نہلا دیتا ہے)  
**ہراودیس:-**

(مڑتا ہے اور سالومی کو دیکھتا ہے) اس عورت کو مار ڈالو!  
 (سپاہی لپک کر سالومی - ہراودیہ کی لڑکی - یہودیہ کی  
 شاہزادی - کو اپنی ڈھالوں کے نیچے ہلاک کر ڈالتے ہیں)۔

— { پروردہ } —

پرنٹرسید الغام مصطفیٰ اسٹار الیکٹریک پرنٹنگ ورکس لاہور آباد  
 پبلشر احمد صدیق مجنوں گورنمنٹ کالج پورہ







